مدارسِ دینیہ
تاریخ ساز تعلیمی ادارے

خطاب: حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب

بر موقعہ ''خدمات وتحفظ مدارسِ دینیہ کنونشن'' مورخہ ۴؍فروری ۲۰۱۰ء منعقدہ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد

ضبط: ارشد علی۔ عبدالرحمٰن۔ شوکت علی ترتیب واضافۂ عنوانات: ابومحمد محمد طیب معاویہ

الحمد لله نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفرهٗ ونومن به ونتوكل عليه. ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئٰت اعمالنا من يهده الله فلا مضل لهٗ ومن يضلله فلا هادى لهٗ، واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ. اما بعد

صدرِ اجلاس، شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ، استاذ العلماء، حضرت مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم، قابلِ صد احترام مشائخ عظام، علماء کرام، اربابِ مدارسِ دینیہ، سیاسی قائدین، بزرگانِ محترم اور برادرانِ اسلام! میں سب سے پہلے تحفظ مدارسِ دینیہ کنونشن کے میزبان، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مسئول، باصلاحیت، فعال نوجوان، حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی صاحب اور ان کے تمام رفقاء کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے شب وروز کی محنت سے یہ کنونشن ترتیب دیا، اور اہالیانِ شجاع آباد شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ضلع ملتان کی تحصیل ملتان، شجاع آباد، جلالپور اور اس کے علاوہ ضلع لودھراں، ضلع مظفر گڑھ، ضلع ڈیرہ غازی خان، ضلع وہاڑی، ضلع پاکپتن، ضلع ساہیوال اور ضلع جھنگ تک سے آئے ہوئے علماء کرام کا والہانہ استقبال کیا، اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں شجاع آباد کے عوامی نمائندگان کا، تاجروں کا، صنعت کاروں کا، وکلاء کا، صحافی برادری کا اور بالخصوص یہاں کے سیاسی قائدین محترم رانا تاج احمد نون صاحب، رانا شوکت حیات نون صاحب، بھائی مجاہد علی شاہ صاحب، جناب ابراھیم خان صاحب، میاں وحید احمد بودلہ صاحب، نواب غضنفر الزمان خان ایڈووکیٹ صاحب اور تمام حضرات جن کا میں نام نہیں لے سکا، ان سب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس پُر وقار تقریب میں شرکت کی۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان

یہ اجتماع پاکستان کے کراچی سے پشاور، کوئٹہ سے گلگت تک چاروں صوبوں آزاد کشمیر گلگت، بلتستان اور قبائلی علاقوں میں قائم مدارس کے سب سے بڑے بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام انعقاد پذیر ہے۔ ''وفاق المدارس'' پاکستان میں موجود اہل سنت والجماعت کے دینی مدارس کی وہ تنظیم ہے جس کی خدمات کا عرصہ ساٹھ سال پر محیط ہے اور اس کے نیٹ ورک میں اس وقت تقریباً ساڑھے بارہ ہزار مدارس و جامعات ہیں اور ان ساڑھے بارہ ہزار مدارس وجامعات میں تقریباً بیس لاکھ طلبہ وطالبات زیر تعلیم ہیں۔

مقصدِ اجتماع

دینی مدارس کی خدمات اور ان پر لگائے جانے والے الزامات کے حقائق سے براہ راست آپ کو باخبر کرنے اور اپنا نکتہ نظر بیان کرنے کے لئے آپ حضرات کو دعوت دی گئی۔ آپ حضرات سے ہمارا رابطہ کوئی ایک دو دن کا نہیں ہے، جمعہ جمعہ آٹھ دن کا نہیں ہے بلکہ ہمارا اور آپ کا رابطہ اور رشتہ ایک عرصے سے ہے اور وہ ان شاء اللہ اس فانی دنیا میں ہماری زندگی تک رہے گا، بلکہ ابدی زندگی جنت میں بھی ان شاء اللہ رہے گا۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کو مدارس کی خدمات ان کے نصاب تعلیم، نظامِ تعلیم اور ان کے بارے میں لگائے جانے والے الزامات کی کچھ حقیقت سے

آگاہ کرسکوں۔

مدرسہ اور اسلام کا ساتھ

مدرسہ اور اسلام کی تاریخ ساتھ ساتھ چل رہی ہے، جتنی قدیم اور پرانی تاریخ اسلام کی ہے، اتنی ہی پرانی تاریخ مدرسے کی ہے۔ غارِ حرا میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی اور سب سے پہلا حکم جو نازل ہوا وہ "اقرا باسم ربک الذی خلق" پڑھنے کا تھا۔ اللہ نے سب سے پہلا حکم توحید اور ایمان لانے کا نہیں دیا، نماز پڑھنے کا، روزہ رکھنے کا، زکوٰۃ دینے کا اور حج کرنے کا نہیں دیا، صدقہ خیرات کا، دعوت و تبلیغ کا، جہاد کا، حکومت کو قائم کرنے کا، سیاست کا نہیں دیا، بلکہ اللہ نے سب سے پہلے جو حکم دیا وہ علم حاصل کرنے کا دیا، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ اسلام "دینِ علم" ہے اور اسلام سب سے زیادہ علم کو حاصل کرنے پر زور دیتا ہے۔

حقیقی علم

لیکن غور کیجئے کہ پہلی وحی میں صرف علم کا نہیں کہا گیا بلکہ فرمایا گیا کہ میرے محبوب! اُس رب کا نام لے کر پڑھیے جس نے پیدا کیا، گویا اسلام کی پہلی وحی نے جہاں پڑھنے اور علم حاصل کرنے کی تاکید کی، وہاں یہ بھی بتادیا کہ اصل اور حقیقی علم کون سا ہے؟ "حقیقی علم وہ ہے جس سے رب کی اور خالق کی پہچان ہو"۔ جس سے اللہ کی معرفت ہو، باقی چیزوں کو فن کہا جاسکتا ہے، لیکن اسلام کے نقطہ نظر سے علم اس کو کہا جائے گا جس سے رب کی معرفت ہو، جس سے اللہ کی ذات وصفات کا پتہ چلے، اللہ کے احکامات کا پتہ چلے، حلال اور حرام کا پتہ چلے، اپنی زندگی کا مقصد معلوم ہو، کہاں سے آئے ہیں، کیوں آئے ہیں اور کہاں جانا ہے؟ اور اس کا خالق و مالک کون ہے؟ جو علم یہ تمام چیزیں بتائے وہ "علم" ہے۔

مدارسِ نبوی

رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا مدرسہ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر مبارک کے سامنے سیدنا صدیق اکبرؓ کے چبوترے پر قائم کیا، اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا مدرسہ سیدنا صدیق اکبر کے چبوترے پر بنا، اس کے بعد دارِ ارقم میں مدرسہ بنا۔ اس کے بعد شعبِ ابی طالب میں مدرسہ بنا، اس کے بعد حضرت عمرؓ کی بہن فاطمہؓ کے گھر مدرسہ بنا۔ جب حضور ﷺ مدینہ آئے تو قباء میں مدرسہ بنا اور قباء سے مدینہ آئے تو مسجد نبوی کے اندر "صُفّہ" چبوترے پر مدرسہ بنا، جس دن اسلام کا پہلا حکم آیا اسی دن مدرسہ بھی وجود میں آیا۔ آپ چودہ سو سالہ تاریخ اٹھا کر دیکھیں کہیں بھی آپ کو سکول کا نام نہیں ملے گا، آپ کو تعلیمی ادارے کا نام کالج نہیں ملے گا۔ آپ کو اسلامی تاریخ میں کسی تعلیمی ادارے کا نام یونیورسٹی نہیں ملے گا۔ یہ نام بہت بعد میں آئے ہیں۔ دورِ رسالت میں، دورِ خلافت راشدہ میں، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں، بغداد کی تاریخ میں اور تمام اسلامی تاریخ میں مسلمانوں کے علمی مرکز کا نام مدرسہ ملے گا۔ مسلمان کا اصل تعلیمی ادارہ مدرسہ ہے۔

لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں مولانا! آج عالمی طاقتیں مدرسوں کے خلاف کیوں ہیں؟ میں نے کہا: اس لئے کہ یہ پہلے دن سے اسلام کے خلاف ہیں اور اسلام کے علم کے مرکز کا نام مدرسہ ہے، اس وجہ سے یہ طاقتیں پہلے دن سے مدرسہ کے خلاف ہیں۔

دفاعی نظامِ تعلیم

جب اس برصغیر میں برطانوی سامراج آیا اس نے مسلمانوں کو ان کے مذہب، ان کی تہذیب سے الگ کرنے کی کوشش کی اور فارسی زبان جو کہ سرکاری زبان تھی اس کی جگہ انگریزی کو رائج کیا اور مسلمانوں کو ان کے علوم سے محروم کرنے کی کوشش کی، تو اس وقت دو شخصیتیں میدان میں آئیں، انہوں نے مسلمانوں کی ضرورتوں اور حالات کا جائزہ لیا، ضرورت کے پیش نظر حال اور مستقبل کو سامنے رکھ کر فیصلے کیے۔ ایک حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ جنہوں نے دیکھا کہ کہیں مسلمان قرآن سے، سنت سے اور اس کے علوم سے محروم نہ ہو جائیں، کیونکہ اسلام ایک دین ہے اور (یاد رکھیں کہ) ہر مذہب اپنے علم کے ساتھ زندہ رہتا ہے۔ جب مذہب کی تعلیم ختم ہو جائے، مذہب ختم ہو جاتا ہے۔ (اور جس مذہب کا علم ختم ہو جائے وہ مذہب ختم ہو جاتا ہے۔) انہوں نے اسلامی علوم کی حفاظت کے لئے ہندوستان کے گاؤں اور قصبہ "دیوبند" میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، انار کے ایک

درخت کے نیچے بیٹھ کر محمود نامی ایک استاد اور محمود نامی ایک شاگرد سے مدرسہ کا آغاز کیا، مدرسہ وجود میں آیا اور یہ مسلمانوں کی ضرورت تھی۔اس نے مسلمان کی ضرورت کو پورا کیا۔اور دوسری شخصیت سر سید احمد خان کی سامنے آئی، جنہوں نے علی گڑھ میں تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھی اور ان کا مقصد یہ تھا کہ کہیں یہ ہندو اور انگریز تمام مناصب اور عہدوں پر فائز نہ ہو جائیں، انہوں نے وہ تعلیمی طریقہ اپنایا جس سے مسلمانوں کی دنیاوی ضرورت پوری ہو۔مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان کے دین کی، قرآن و سنت کی حفاظت ہو۔ یہ دونوں وقت کا تقاضا تھے، مسلمانوں کی دونوں ضرورتیں تھیں، دنیا محفوظ کرنا، مسلمانوں کا دین محفوظ کرنا، مسلمان پاک و ہند کی سیاست میں، معیشت میں اپنا اثر رکھے، کہیں ملازمتوں میں مسلمان پیچھے نہ رہ جائے، ہندو اور انگریز آگے نہ نکل جائے۔اس لئے ضرورت ہے کہ جدید علوم اس وقت پڑھائیں۔اور حضرت نانوتویؒ نے یہ سوچا کہ انگریزوں نے فارسی جو کہ وفاق کی زبان تھی ختم کر کے اسلام کا اپنے ورثہ سے رشتہ توڑا ہے۔ مسلمانوں کو دینی علوم سے محروم کرنے کی کوشش کی ہے، اس وجہ سے کہ اس وقت تمام علمی ذخیرہ عربی اور فارسی میں تھا، اس ذخیرہ کو محفوظ کرنے کے لئے انہوں نے دینی مدرسے کی بنیاد رکھی۔تا کہ دینی ضرورت بھی پوری ہو۔لیکن یاد رکھیے دونوں کے نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم دفاعی تھے، یہ اقدامی نہیں تھے۔ یہ اپنے خزانے کو بچانے کے لئے تھے، مسلمانوں کا مستقبل بچانے کے لئے تھے۔

پاکستان میں جامع نظامِ تعلیم کی ضرورت

جب پاکستان بنا تو ضرورت اس بات کی تھی کہ ہم یہاں ایسا نظامِ تعلیم تشکیل دیتے جو ہماری دونوں ضرورتیں پوری کرتا، وہ دفاعی نہ ہوتا، ڈیفنس کے طور پر نہ ہوتا بلکہ وہ اقدامی نظامِ تعلیم ہوتا، وہ مسلمانوں کے دینی علوم کو بھی محفوظ کرتا اور سیاسی اور معاشی مستقبل کو بھی محفوظ کرتا۔اور وہ دونوں کا جامع اور سنگم ہوتا۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ ۶۲ سال کی پاکستان کی تاریخ میں ہم اپنے ملک کو وہ نظامِ تعلیم، وہ نصابِ تعلیم نہ دے سکے جو ایک خود مختار آزاد اور اسلامی ملک کا ہونا چاہئے تھا، جو ایک مسلمان ملک کی ضرورت تھی، مسلمان قوم کی ضرورت تھی ہم اپنے ملک کو وہ نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم نہ دے سکے جو دین و دنیا کا فرق ختم کرتا اور دینی اور دنیاوی دونوں ضرورتوں کو پورا کرتا۔خلیج بڑھتی گئی، ایک وہ عصری تعلیم وجود میں آئی جس کے پڑھنے والا (ناراض نہ ہوں) اسلام نہیں جانتا۔دینیات کی ایک کتاب پڑھانے سے اسلام نہیں آتا، دینیات کے چند مضامین پڑھا دینے سے اسلام نہیں آتا اور ہم اپنے نصابِ تعلیم نظامِ تعلیم میں دینی ضرورت پوری نہ کر سکے اور دوسرا سلسلہ وہی چلتا آیا جو دینی علوم کا تھا، جو دنیا کی ملازمتوں اور ضرورتوں کے تقاضے پورے نہ کر سکا۔لیکن جو مجبوری میں نظام ہائے تعلیم چلے بنیادی طور پر یہ اربابِ اقتدار کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ ایسا نصابِ تعلیم ایسی تعلیمی پالیسی ملکِ پاکستان کو دیتے جو آزاد بھی ہوتی، خود مختار بھی ہوتی، جو ہمارے آئین کے تقاضوں کے مطابق ہوتی، جو ہماری تاریخ کے مطابق ہوتی، جو کہ مدینے سے ہمارا رشتہ جوڑتی اور اس نظامِ تعلیم کے پروردہ واشنگٹن اور لندن میں بھی جا کر اپنا کردار ادا کر سکتے، مگر ۶۲ سال کے عرصہ میں یہ کام نہ ہو سکا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارے عصری تعلیم کے ادارے دین سے خالی ہیں اور دینی تعلیم کے ادارے بہت عرصہ تک یا ایک زمانہ تک عصری تقاضوں سے اس لئے دور نظر آئے کہ ہم نے اس مقصد کو ملک میں نافذ نہیں کیا جس کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا۔

اسلامی آئین اور اسلام سے نا آشنا قانون ساز

آج پاکستان کو ۶۲ سال ہو گئے، ہم پاکستان کو قرآن و سنت کا نظام نہیں دے سکے، ہمارا ملک آئین کے اعتبار سے اسلامی ہے۔اس کا آئین تقاضا کرتا ہے کہ یہاں قرآن و سنت کی حکومت ہو لیکن معاف کرنا، ناراض نہ ہونا، جس پارلیمنٹ نے قرآن و سنت پر مبنی نظام ملک کو دینا تھا وہ خود قرآن و سنت کو نہیں جانتے، ان کو خود پتا نہیں کہ قرآن و سنت کے علوم کیا ہیں، جن عدالتوں نے اسلام کے مطابق فیصلہ کرنا ہے وہ عدالتیں نہیں جانتیں کہ اسلام کیا ہے۔ جن بینکوں نے سود سے پاک معیشت اس ملک کو دینی تھی وہ نہیں جانتے کہ اسلام کا مالیاتی نظام کیا ہے، اسلام کا معاشی نظام کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا ملک آج تک غیروں کے رحم و کرم پر ہے، ہماری تعلیمی پالیسی ہمارے آئینی تقاضوں کے ہم آہنگ نہیں ہے۔ ہمارے ملک کا تعلیمی نظام ہمارا سلیبس اور نصابِ تعلیم ایک آزاد مسلم قوم کا ترجمان نہیں ہے اور ہم آج تک اپنے عوام کو نہ پوری طرح اسلام دے سکے ہیں اور

نہ ہی جدید علوم میں اپنی کومہارت دے سکے۔

دینی مدارس کی روشن خدمات

جہاں تک دینی مدارس کا تعلق ہے، میں عرض کروں کہ دینی مدارس کا بنیادی مقصد دینی علوم کی حفاظت اوراشاعت ہے اور آج میں اظہار نعمت کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانو! شجاع آباد کے قابل احترام اور پورے جنوبی پنجاب سے آئے ہوئے لوگو! آپ کا قرآن اپنے پورے علوم کے ساتھ اسی طرح موجود ہے، محفوظ ہے جیسے ۱۴سو سال پہلے تھا۔ آپ کے پیغمبر ﷺ کی ساری زندگی اسی طرح محفوظ اور موجود ہے جس طرح ۱۴سو سال پہلے تھی۔ آپ کے علم دین کا پورا ورثہ خزانہ اسی طرح موجود ہے، حالانکہ آپ بتائیے کہ جس قانون کی پریکٹس عدالت میں نہ ہوتی ہو، جو قانون ختم ہو جائے اسکو جاننے والا کوئی ایک سینئر وکیل ہوگا، وہ جائے گا تو وہ قانون بھی لائبریریوں کی زینت بن جائے گا، لیکن وہ قرآن جس کو ہم نے اپنی عملی زندگی سے الگ رکھا ہوا ہے، اس کی پریکٹس ہمارے اداروں میں نہیں ہے، وہ آج بھی اپنی آب وتاب کے ساتھ باقی ہے۔ اور پورا دین باقی ہے۔ ایک صاحب قلم کالم میں نے یہ تبصرہ پڑھا تھا، اس نے کہا کہ لوگو! تم مولویوں کے احسان کا بدلہ کیا دو گے تم تو اس مؤذن کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتے جس نے گرم سرد ہواؤں، تمام تر طوفانوں اور تمام تر فاقوں کے باوجود پانچ وقت مسجد میں اذان کی آواز بلند کر کے تمہارا رشتہ اللہ اور رسول سے ٹوٹنے نہیں دیا۔ اور اس نے تو پورا دین باقی رکھا ہوا ہے۔ ان مدارس نے کیا کام کیا؟..... پہلی بات: ان دینی مدارس نے آپ کے چودہ سو سال کے علم دین کے خزانے کو محفوظ رکھا اور پوری تفصیلات کے ساتھ رکھا ہے۔ نمبر۲: اگر ہم برصغیر میں دیکھیں، برصغیر کی آزادی اور انگریز کو نکالنے میں ان لوگوں کی گراں قدر خدمات ہیں۔ آج جس آزادی کی فضا میں ہم سانس لے رہے ہیں، وہ جتنی بھی آزادی ہے، ظاہری ہی سہی، لیکن اس کے حصول میں بھی علماء کا اور مدارس کا بہت بڑا کردار ہے۔ انصاف کیجئے! پاکستان میں شرح خواندگی کے اضافے کیلئے جلتی ریت میں، فروغ علم میں رضا کارانہ طور پر کتنا بڑا کردار ادا کیا، اب بھی کراچی سے لے کر پشاور تک، کوئٹہ سے گلگت تک، کئی ایسے گاؤں، دیہات اور چھوٹے شہر ہیں جہاں کوئی سکول نہیں، پرائمری، مڈل، ہائی سکول، کسی کالج، یونیورسٹی کا تو نام بھی نہیں لیکن وہاں پر ایک مکتب اور مدرسہ موجود ہے اور اپنی مدد آپ کے تحت وہاں کے بچوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ جہالت سے نکال کر علم کی روشنی دے رہے ہیں۔ شرح خواندگی میں اضافے اور ملک کے اندر تعلیم کے فروغ میں ان مدارس نے اپنی مدد آپ کے تحت اتنا بڑا کردار ادا کیا ہے کہ پاکستان کی تمام حکومتیں مل کر بھی اگر ان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہیں اور عوام اور قوم پیش کرنا چاہیں تو تب بھی ان کی خدمات کا پورا صلہ اور خراج تحسین نہیں پیش کیا جاسکتا۔

دینی مدارس.....قومی وحدت کے علمبردار

اس کے بعد آپ دیکھئے کہ پاکستان میں ان مدرسوں نے ایک چھت کے نیچے پنجابی، پٹھان، بلوچی، سندھی، سرائیکی، مہاجر، نان مہاجر کو تعلیم دی ہے، ایک چھت کے نیچے بٹھایا ہے۔ آج تک آپ نے سنا کسی مدرسے میں پنجابی پٹھان کی لڑائی ہوگئی ہو؟ آج تک آپ نے سنا کسی تھانے میں ایف آئی آر درج ہوئی کہ مدرسہ میں مہاجر نان مہاجر کی لڑائی ہوگئی ہے، سرائیکی غیر سرائیکی کی لڑائی ہوگئی ہے؟ گویا ان مدرسوں نے قومی وحدت کو فروغ دیا ہے۔ پاکستان کی چاروں اکائیاں اور پاکستان کے تمام علاقے، مختلف رنگ ونسل، زبان وثقافت کے باوجود ان تمام کو ایک لڑی میں پرونا، قومی یگانگت، قومی یکجہتی، قومی وحدت کو فروغ دینے میں ان مدارس نے کردار ادا کیا اور کر رہے ہیں، کرتے رہیں گے۔

عورتوں میں تعلیم کا فروغ

ان مدارس کی خدمات میں عورتوں میں تعلیم کا فروغ بھی ہے، لوگ کہتے ہیں مولوی عورت کی تعلیم کا مخالف ہے۔ میرے بھائی! آپ ان علماء سے پوچھو یہ تو یہ کہتا ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم دین کو حاصل کرنا جتنا مرد پر ضروری ہے اتنا ہی عورت پر ضروری ہے۔ طلب العلم فريضةٌ علىٰ كلّ مسلمٍ و مسلمةٍ ......اور پوچھیں ان سے یہ جب حدیث پڑھاتے ہیں تو جہاں مرد صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بیان کرتے ہیں اور یہ اس کو نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے یوں کہا، عبداللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات نقل کی، ابن عمرؓ نے یہ نقل کی، فلاں نے یہ نقل کی، وہاں یہ بھی کہتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زندگی نقل کی ہے اور جس طرح مرد صحابہ کی روایتیں قابلِ اعتماد ہیں اتنی اور اسی کے قریب خواتین صحابیات کی روایات بھی معتبر ہیں، یہ ان کو بیان کرتے ہیں۔

وفاقی وزیر کا اعتراف حقیقت

صوبہ سرحد کے گورنر اویس غنی صاحب، جب وفاقی وزیر محنت تھے اور کچھ عرصے کے لئے مذہبی امور کے وزیر بنے، تو مجھ سے مدارس کے معاملات پر گفتگو کرنے ملتان آئے، پرویز مشرف نے ان کو بھیجا تھا، میں ان کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر لے گیا، میں نے دس سال کے اعداد و شمار پیش کیے، کہ دس سال میں ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک اتنے بچوں، بچیوں نے مدرسوں میں داخلہ لیا، امتحان دیا، تو یہ ان اعداد و شمار کو دیکھ کر کہنے لگے کہ مولانا ''گورنمنٹ اپنے سیکٹر میں تمام تر وسائل کے باوجود اس تناسب کے ساتھ عورتوں میں تعلیم کو عام نہیں کر سکی، جتنا پرائیویٹ سیکٹر میں آپ نے اپنی مدد آپ کے تحت عورتوں میں تعلیم کو فروغ دیا''۔

اور میں آپ کو عرض کروں اس وقت ہمارے وفاق کے جو بارہ ہزار مدارس ہیں ان میں لڑکوں کے مدرسے کم ہو گئے ہیں، لڑکیوں کے مدرسے زیادہ ہو گئے ہیں، اور ہمارے ہاں طلبہ کی جو تعداد ہے، اس میں لڑکے کم ہیں لڑکیاں زیادہ ہیں۔ کیا ہم عورت کی ترقی کے مخالف ہیں؟ قطعاً نہیں! کہتے ہیں کہ علماء عورت کی تعلیم کے مخالف ہیں حالانکہ ہم تو خود تعلیم دے رہے ہیں۔

علم کی روشنی پوری دنیا میں

آپ کے قبائلی علاقے جو بالکل علم سے دور ہیں، ان علاقوں میں اگر آپ سروے کریں تو آپ کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں نے یا سرکار نے اپنے تعلیمی اداروں کے ذریعے وہاں اتنا تعلیم کو عام نہیں کیا جتنا مدرسے اور مولوی نے تعلیم کو عام کیا ہے اور ان کو علم کی روشنی دی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان مدارس نے صرف پاکستان کی نہیں پوری دنیا کے مسلمانوں کی خدمت کی ہے۔ ہم برطانیہ گئے، برطانیہ کی حکومت کی دعوت پر، وہاں ہوم ڈیپارٹمنٹ میں، آفس میں، ہماری میٹنگ ہو رہی تھی۔ تو میں نے کہا کہ جناب جس طرح یہ پاکستان کے مدارس پاکستان کے مسلمانوں کی خدمت کر رہے ہیں، برطانیہ، امریکہ اور یورپ کے تمام ملکوں کی بھی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ مجھ سے کہنے لگے کیسے؟ میں نے کہا جناب آپ بتائیے یہاں جو مسلمان ہیں آپ ان کو اپنا شہری سمجھتے ہیں؟ کہا بالکل سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا پھر ان شہریوں کی ضرورتیں پوری کرنا آپ کی ذمہ داری ہے؟ کہا ہماری ذمہ داری ہے۔ میں نے کہا ان کی ذمہ داری میں مذہبی ضرورتیں بھی ہیں؟ کہ ان کو اپنے مذہب کی اور دین کی راہنمائی ملے، اس کی تعلیم بھی ملے، اس کا آپ نے کیا انتظام کیا؟ کہا کہ یہ سیکولر سٹیٹ ہے یہ انتظام ہم نہیں کرتے۔ میں نے کہا ان کے لئے یہ انتظام ہونا تو چاہئے؟ پرائیویٹ سیکٹر تو آگے آنا چاہئے؟ کہا آنا چاہئے۔ میں نے کہا ہم اس میں یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں کہ ہم نے پاکستان سے علماء تیار کر کے یورپ میں، برطانیہ میں، فرانس میں، امریکہ میں، کینیڈا میں، ناروے میں، سویڈن میں تمام دنیا کے ملکوں میں بھیجا ہے جو وہاں کے مسلمانوں کی دینی راہنمائی اور ضرورت پوری کر رہے ہیں۔

دینی مدارس...... پاکستان کے لئے اعزاز

اور آج میں آپ سے کہتا ہوں اہالیانِ شجاع آباد! آپ کا بچہ اعلیٰ اور ہائیر ایجوکیشن کے لئے آکسفورڈ جائے گا، وہ کیمبرج جائے گا، وہ برطانیہ، امریکہ، فرانس کی یونیورسٹیوں میں جائے گا۔ آپ بھاری فیسیں ادا کریں گے، کیوں کہ پاکستان کی حکومت نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے آج تک وہ ادارے قائم نہیں کیے جن کی موجودگی میں پاکستان کا، مسلمان کا اور عوام کا بچہ باہر کے ملکوں میں جانے سے بے نیاز ہو جاتا، مستغنی ہو جاتا۔ اس کو میڈیکل کی، انجینئرنگ کی، سائنس کی یہیں پر تعلیم ملتی اور آج ڈالروں میں اور پونڈ میں فیس ادا نہ کرنی پڑتی۔ یہ پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ جس تعلیم کا انہوں نے ذمہ اٹھایا تھا اس میں وہ پاکستان کو خود کفیل کرتے، لیکن آج پاکستان کے تمام صاحب حیثیت لوگوں کے بچوں کی

ڈگری معتبر نہیں ہوتی جب تک اس پر لندن کی مہر نہ ہو، جب تک کہ امریکہ کی سٹیمپ نہ ہو، وہاں کی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل نہ کرلیں، لیکن میں "تحدیث بالنعمت" اظہارِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ عصری تعلیم کے لئے سائنس اور ٹیکنالوجی اور ہائر ایجوکیشن کے لئے پاکستانیوں کے بچے باہر کے ملکوں میں جاتے ہیں مگر قرآن وحدیث اور دینی تعلیم کے لئے امریکہ اور یورپ نہیں سعودی عرب اور عرب ملکوں کے بچے بھی پاکستان کے مدرسوں میں آتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہے کہ ہمارے اربابِ اقتدار طبقے نے علم کے میدان میں بھی پاکستان کو مانگنے والا بنایا، ہاتھ پھیلانے والا بنایا، مدرسوں نے پاکستان کو علم دینے والا بنایا۔ یمن، مراکش، ملائیشیا، انڈونیشیا، سری لنکا، سعودی عرب، عرب امارات، مصر، سوریہ، عرب ملک، مسلمان ملک اور نان مسلم ملک ان تمام ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو یہ چاہتی ہے کہ ہمارے بچے دینی تعلیم پاکستان سے لے کر آئیں۔ یہ پاکستان کے لئے کتنا بڑا اعزاز ہے۔

غیر ملکی طلباء...... پاکستان کے سفیر

جب پرویز مشرف نے دینی مدارس کے غیر ملکی طلباء پر پابندی لگائی کہ کوئی غیر ملکی طالب علم مدرسے میں نہیں پڑھ سکتا، تو میں نے پرویز مشرف سے کہا کہ آپ نے پابندی کس بنیاد پر لگائی، کیا پاکستان میں پڑھنے والا کوئی غیر ملکی طالب علم کسی غیر قانونی کاروائی میں ملوث ہے؟ کراچی سے پشاور تک کسی طالب علم کے خلاف ایف آئی آر ہے؟ میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ پاکستان کے مدرسوں میں زیرِ تعلیم غیر ملکی طلباء کسی غیر قانونی کاروائی میں ملوث نہیں ہیں اور کسی نے ملکی قانون کو نہیں توڑا ہے۔ آپ کی یہ پابندی ظالمانہ سنگدلانہ غیر دانشمندانہ اور آپ کا یہ فیصلہ غیر منصفانہ ہے۔ وہ امریکہ جہاں نائن الیون ہوا، وہ برطانیہ جہاں سیون سیون ہوا، انہوں نے جن ملکوں کی اپنی تفتیش کے مطابق نشاندہی کی کہ ان ملکوں کے لوگوں نے یہ کام کیا ہے، انہوں نے بھی ان ملکوں کے طلباء کے اپنی یونیورسٹیوں میں پڑھنے پر پابندی نہیں لگائی، آپ نے پاکستان میں پڑھنے والے غیر ملکی طلباء پر کیوں پابندی لگادی؟ ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے کہا جناب جو مدرسوں میں پڑھ کر طلباء جاتے ہیں وہ اپنے ملکوں میں جاکر پاکستان کے رضا کارانہ طور پر ایمبیسیڈر اور سفیر ہوتے ہیں، آپ بتائیے ایک طالب علم یہاں پڑھ کر اپنے ملک میں جائے گا وہ پاکستان کا نام روشن کرے گا کہ نہیں کرے گا؟ پاکستان کا نام اونچا ہوگا کہ نہیں ہوگا؟ جس وقت زلزلہ آیا تھا سرحد اور آزاد کشمیر میں، اس وقت اتفاق سے میں برطانیہ میں تھا، وہ علماء جو پاکستان کے ان مدرسوں سے پڑھ کر گئے تھے انہوں نے وہاں کے مسلمانوں سے، مسجدوں میں اور مسجدوں کے علاوہ بازاروں میں تحریک چلا کر لاکھوں پاؤنڈ اکٹھے کرکے پاکستان کے لئے بھیجے تھے، وہ پاکستان کے خیر خواہ ہیں، تو ان مدرسوں نے باہر کی دنیا کو بھی علم دیا ہے اور یہ مدارس وہاں بھی اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

مولوی مذہب تک محدود کیوں......؟

کہا جاتا ہے کہ یہ مدرسے صرف دینی تعلیم دیتے ہیں۔ میں یہاں دو تین وضاحتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں، پہلے تو میرا ایک سوال ہے آپ سے، کہ آپ مجھے بتلائیے کہ اسلام صرف مذہب ہے یا دین ہے؟ "اسلام دین ہے" صرف مذہب نہیں ہے اور اسلام صرف نماز روزے اور زکوٰۃ کا نام ہے یا اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے؟ میرا اور آپ کا یقین ہے کہ "اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، ضابطۂ زندگی ہے" اور ضابطۂ حیات کا کیا مطلب! یعنی زندگی کے تمام شعبوں کے لیے اسلام نے راہنما اصول دیے ہیں، خواہ وہ شعبہ معیشت کا ہو، معاشرت کا ہو، وہ سیاست کا ہو، وہ تجارت کا ہو، خواہ عدالت کا ہو، خواہ وہ ریاست کا ہو، خواہ وہ حکومت کا ہو، آپ کہتے ہیں جی ہمیں مدارس کے طلباء صرف مسجد میں نظر آتے ہیں، مؤذن بن گئے، امام بن گئے مولوی بن گئے، نکاح پڑھادیا، جنازہ پڑھادیا، یا زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ مدرسہ کھول کر پڑھانے لگ گیا۔ میں کہتا ہوں کہ واقعتاً اس کی خدمت کا زیادہ تر دائرہ کار یہی ہے، لیکن وجہ یہ نہیں ہے کہ مدرسے کی تعلیم میں کوئی کمی اور کمزوری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے سسٹم سے اور نظام سے اسلام کو نکال دیا ہے، اگر ہم اپنے نظام میں اسلام کو لے آئیں، ہمارے بازاروں میں تجارت اسلام کے مطابق ہو، ہمارے بینکوں کا لین دین اسلام کے مطابق ہو اور ہماری عدالتوں میں فیصلے اسلام کے مطابق ہوں، اگر ہماری عدالتوں میں پیش ہونے والے وکلاء قرآن وسنت کے

حوالے دیں اور وہاں پر فیصلہ انگریز کے قانون کے مطابق نہیں اسلامی قانون کے مطابق ہوں تو مدارس کے فضلاء تمام محکموں میں نظر آئیں گے۔ کیونکہ اسلام عقائد کا، نظریات کا دین بھی ہے عبادات کا بھی ہے، اور یہ معاشی نظام بھی بتاتا ہے اقتصادی نظام بھی بتاتا ہے، سیاسی نظام، حکومتی، ریاستی نظام اور عدالتی نظام بھی بتاتا ہے کہ آپ نے ریاست کیسے چلانی ہے، آپ نے کاروبار کیسے کرنا ہے، آپ نے غیر مسلموں کو حقوق کیسے دینے ہیں،۔ آپ نے بین الاقوامی سطح پر معاہدے اور ایگریمنٹ کیسے کرنے ہیں، یہ تمام چیزیں مدرسہ ایجوکیشن کا حصہ ہیں، میں نے مدرسے میں صرف طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج نہیں پڑھا بلکہ میرے استادوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ کاروبار کون سا جائز ہے، کون سا ناجائز ہے، مضاربت کیا ہے، مشارکت کیا ہے، تجارت کیا ہے اور عدالت کے لئے قاضی کی کیا شرطیں ہیں، گواہ کے لئے کیا شرطیں ہیں، تفتیش کا دائرہ کیا ہونا چاہئے، غیر مسلموں کے حقوق کیا ہیں، اقلیتوں کے حقوق کیا ہیں، عورتوں کے حقوق کیا ہیں، اور تم نے غیر مسلموں کے ساتھ معاہدے اور ایگریمنٹ کیسے کرنے ہیں۔ ذمی کون ہوا کرتا ہے...... یعنی پوری زندگی، میری پیدائش سے لے کر موت تک کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور اللہ تعالیٰ میری راہنمائی کرتے ہیں اور مدرسے میں یہ سب کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ مدرسہ صرف اس تعلیمی مرکز کا نام نہیں ہے جو صرف نماز روزہ سکھائے بلکہ یہ اس کا نام بھی ہے جو کاروبار سکھائے، ریاست چلانا سکھائے، حکومت چلانا سکھائے، عدالت سکھائے، اگر آج ہمارے آئین کے مطابق اسلامی قانون آجائے تو آپ کو مدرسے میں پڑھا ہوا بچہ عدالت میں بھی نظر آئے گا، بازار میں بھی نظر آئے گا، آپ کو کچہری میں بھی نظر آئے گا اور آپ کو پارلیمنٹ میں بھی نظر آئے گا۔ وجہ یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو نکال دیا اس لئے اسلام کی تعلیم کا فائدہ نظر نہیں آرہا۔ وہ سکہ رائج الوقت نہیں رہا اگر آج ہم اسلام کو لے آئیں تو آپ کو اسلام کی تعلیم کی ہر جگہ ضرورت نظر آئے گی۔ جس طرح ضیاء الحق مرحوم نے کہا کہ میں شرعی بنچ بناؤں گا، شرعی عدالتیں بناؤں گا، آپ بتائیے کہ عدالتوں میں مولوی ججوں کی ضرورت پڑی کہ نہ پڑی؟ اور کتنے وکلاء نے کتنے سول ججوں نے یہ کورس کیے، انہوں نے اسلام کے نظامِ قضاء کو پڑھا، آج ہمیں مدرسے کے طالب علم کا بڑا فکر ہے اس لئے کہ کہیں اور یہ فٹ نظر نہیں آتا کہ ہم نے اپنی زندگی سے اجتماعی طور پر اپنے قانونِ اسلام کو نکالا ہوا ہے۔ آج اگر ہم اس کو واپس لے آئیں تو آپ بھی اپنے بچوں کو مدرسے میں بھیجیں گے۔ سب بھیجیں گے۔ میں بھی بھیجوں گا۔

مدارس کا نصاب

میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کردوں لوگ سمجھتے ہیں کہ مدرسے صرف قرآن وحدیث پڑھاتے ہیں اور بہت سارے لوگ صرف اس کو مدرسہ سمجھتے ہیں جہاں بچے صرف قرآن پڑھ رہے ہوں۔ کہتے ہیں یہ تو رٹا لگاتے ہیں۔ سنو! کہ مدرسے کا نصابِ تعلیم سولہ سال کا ہے اور اتنی مشکل کتابیں اور فنون ہیں کہ آپ دیکھیں تو حیران رہ جائیں، کہ یہ لوگ کتنی مشکل کتابیں اور کتنے مشکل علوم کو حاصل کرتے ہیں اور رات تک پڑھتے رہتے ہیں۔ صبح سویرے اٹھ جاتے ہیں اور کتنا وقت لگاتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں تک عصری تعلیم کا تعلق ہے، ہم مدرسوں میں ۱۹۸۹ء سے آج تک متوسط یعنی مڈل تک ہم انگریزی بھی پڑھا رہے ہیں، ریاضی بھی پڑھا رہے ہیں، مطالعہ پاکستان بھی پڑھا رہے ہیں۔ ہم اپنے مدرسوں میں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دے رہے ہیں۔ اگرچہ ہر مدرسے میں نہیں وسائل کی کمی کی وجہ سے، لیکن اکثر مدرسوں میں شروع ہے اور ہم نے ۲۰۰۲ء سے 9th اور 10th (نویں اور دسویں) کو شامل کیا اور ہم نے اب بہت سے مدرسوں میں یہ کیا ہے کہ بچے پہلے میٹرک کریں گے اور میٹرک مدرسے یا سکول میں پڑھیں اور میٹرک کے بعد ہم ان کو عالم بنائیں گے۔

قومی نصابِ تعلیم......وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی پیشکش

ہم نے حکومت کو بارہا پیشکش کی ہے اور ہمیں ان کے جواب کا انتظار ہے، اور آج پھر اس باوقار اجتماع کے ذریعے اپنے ان عوامی اور سیاسی نمائندوں کے ذریعے حکومت تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ آج ملک میں طبقاتی نظامِ تعلیم ہے، جو مختلف طبقے پیدا کررہے ہیں، ہم کلاس وَن سے لے کر 10th تک کا بنیادی نصابِ تعلیم ایک بنا دیں اور وہی نصاب سکولوں میں بھی پڑھایا جائے، مدرسوں میں بھی پڑھایا جائے، ہم اس کے لئے تیار ہیں تاکہ قوم ایک دھارے میں آجائے، تمام ملک ایک نظامِ تعلیم میں آجائے کہیں اردو میڈیم، کہیں انگلش میڈیم، کہیں آکسفورڈ کا سلیبس کہیں کچھ

کہیں کچھ پڑھایا جا رہا ہے، ہم پیشکش کرتے ہیں کہ بنیادی تعلیم میٹرک تک ہے، اس کے بعد سپیشلائزیشن ہے، کوئی انجینئرنگ میں کرتا ہے، کوئی سائنس میں کرتا ہے، کوئی میڈیکل میں کرتا ہے، تو آپ مان لو اور سمجھ لو کہ ایک سپیشلائزیشن دینی علوم میں بھی ہے۔ ڈاکٹر بنے گا، انجینئر بنے گا، سائنس دان بنے گا، جس کا دل چاہے گا وہ عالم دین بن جائے۔ میٹرک تک کی بنیادی تعلیم پورے ملک میں ایک ہونی چاہئے اور ہم اس کے لئے تیار ہیں، ہمیں انکار نہیں ہم نے میٹرک تک یہ عصری تعلیم اپنے ہاں شروع کر دی ہے اور آہستہ آہستہ ہم ان شاء اللہ تمام مدرسوں میں اس کو لائیں گے اور ہم میٹرک کے بعد عالم دین بنائیں گے کیونکہ پھر سپیشلائزیشن کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

3 فیصد طلباء کو عصری تعلیم کی ضرورت ہے تو 97 فیصد کو دینی تعلیم کی ضرورت بھی ہے

لوگ کہتے ہیں کہ ان مدرسوں سے ایک زمانے میں انجینئر نکلتے تھے، سائنسدان نکلتے تھے، ان مدرسوں سے جناب والا بڑے بڑے لوگ نکلتے تھے، میں کہتا ہوں بالکل نکلتے تھے، میں نے شروع میں کہا اسلام تو مسلمانوں کی تعلیم کا مرکز تھا ہی مدرسہ، ان کے تعلیمی ادارے کا کوئی اور نام تھا ہی نہیں، اس مدرسے میں ہی سارے مسلمانوں کے بچے پڑھتے تھے، ان مدرسوں کے اندر ہی تمام شعبے ہوا کرتے تھے اور ان مدرسوں کے اندر مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ سائنس، انگلش، ریاضی، جغرافیہ، فلکیات یہ تمام فنون پڑھائے جاتے تھے، لیکن اب آپ مجھے بتائیے کہ آج عصری تعلیم کے اداروں میں ایک کتاب دینیات کی پڑھنے سے دین کا پتہ چل جاتا ہے؟...... نہیں چلتا۔ جیسے مدرسوں کے لئے ضروری ہے کہ عصری تعلیم دیں یہ وقت کا تقاضا ہے، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ سکول، کالج اور یونیورسٹی میں دینی تعلیم آئے، ہمارے پاس بچے پڑھتے ہیں دو فیصد، تین فیصد، ہمارے مدرسوں میں پورے پاکستان میں، بیس سے پچیس لاکھ بچے پڑھتے ہیں اور ہماری آبادی ہے سولہ سترہ کروڑ...... زیادہ تعداد کہاں پڑھتی ہے؟ ہمارے عصری تعلیمی اداروں میں۔ کیا یہاں دین کی ضرورت نہیں ہے؟...... ناراض نہ ہونا...... والد کا جنازہ ہوتا ہے بیٹے کو یہ بھی پتہ نہیں کہ جنازے کا طریقہ کیا ہے، میں نے جنازہ کیسے پڑھنا ہے، بنیادی چیزوں کا پتہ نہیں ہے۔ دین کے احکام کا علم نہیں ہے۔ کتنے لوگ ہوں گے کہ جن کو یہ پتہ ہی نہیں ہوگا کہ "اگر نہانا میرے اوپر فرض ہو جائے تو جب تک میں کلی نہیں کروں گا میرا غسل نہیں ہوتا، نہ مرد کا نہ عورت کا"۔ بظاہر وہ خوشبو لگا لے اچھے کپڑے پہن لے، پاک نہیں ہوگا۔ ناپاک ہی رہے گا۔ اس کے لئے مسجد میں جانا جائز نہیں ہوگا۔ قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہوگا۔ ہم نے اپنی اولاد کو دین بھی دینا ہے کہ نہیں دینا؟...... یہ دنیا تو کچھ نہیں ہے۔ میں نے اور آپ نے آگے جانا ہے، تو اصل آگے ہے۔ وہاں کے لئے اور یہاں کے لئے جو میری تعلیم ہے، جو میرا پیغمبر لے کر آیا تھا وہ میں کتنی دے رہا ہوں۔ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں ہیں، سائنس اور ٹیکنالوجی میں مسلمانوں کو ترقی کرنی چاہئے۔ اور اس کے لئے مدارس بھی اپنے علیحدہ ادارے بنا رہے ہیں، انگلش میڈیم سکول بنا رہے ہیں انشاء اللہ طالب علم کو وہ بھی پڑھائیں گے۔ آپ اپنے بچوں کو ایسے اداروں میں بھیجیں جہاں دینی اور دنیاوی تعلیم دونوں ہوں، لیکن میں یہ کہوں گا کہ جہاں یہ آواز اٹھتی ہے کہ مدرسوں میں کمپیوٹر، مدرسوں میں سائنس، مدرسوں میں انگلش، مدرسوں میں ریاضی، مدرسوں میں معاشرتی علوم ہو، عصری علوم ہونے چاہئیں ایک حد تک، وہاں یہ آواز بھی اٹھایا کریں کہ کالج یونیورسٹی اور سکول کے اندر بھی دینی تعلیم کو لایا جائے، وہاں اسلام کو بھی پڑھایا جائے اور وہاں ستانوے فیصد بچے پڑھتے ہیں جو دین سے محروم جا رہے ہیں، یہ تو دو تین فیصد ہیں جو عصری تعلیم سے محروم ہیں۔

نوکریاں کیوں نہیں لگتیں......؟

کہتے ہیں جی آپ کو نوکریاں نہیں ملتیں۔ میں نے کہا کیا آپ نے اپنے لوگوں کو نوکریاں دے دی ہیں؟ ہماری نوکریوں کی فکر ہے؟ کتنے ایسے لوگ ہیں جہاں ایک کلرک یا چپڑاسی کی ضرورت ہوتی ہے بیچارے گریجویشن کئے ہوئے ہاتھ میں ڈگریاں لئے پھر رہے ہیں، کہ ہمیں کانسٹیبل لگوا دو، یہ پوچھو ذرا بھائی ابراہیم خان سے جو یہاں بیٹھے ہیں، رانا نون صاحبان سے پوچھیں اور مجاہد علی شاہ صاحب سے پوچھیں کہ جہاں ایک کانسٹیبل کی سیٹ نکلتی ہے، جہاں ایک چپڑاسی کی سیٹ نکلتی ہے تو کتنا ان پر دباؤ ہوتا ہے۔ بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ جناب گریجویشن اور ماسٹر کی ڈگری لئے ہوئے ان کے پاس جاتے ہیں کہ چلو ہمیں یہی لگوا دو، کوئی بھی تعلیم روزگار کی ضمانت مہیا نہیں کیا کرتی، ہم روٹی کے لئے تو پڑھاتے ہی

نہیں ہیں، کیا باقی تمام لوگوں کی روٹی کا انتظام ہوگیا ہے جو ہماری روٹی کی فکر ہے۔ میں کہتا ہوں اس کی فکر مت کرو اور یہ کہو کہ ان کو جامع ہونا چاہئے دین اور دنیا کا، اور اس جامعیت کے لئے مولوی قدم اٹھاتا ہے، کچھ قدم آپ بھی اٹھالیں۔ آپ بھی کچھ آگے آجائیں۔

کیا ترقی کے لئے زبان اور تہذیب کی قربانی ضروری ہے؟

ہمارا تو حال یہ ہے کہ مجھے پتہ چلا کہ پنجاب کے سکولوں میں پہلی کلاس سے ہی انگریزی میں تعلیم ہوگی۔ میں حیران ہوں دنیا کی کوئی قوم اپنی زبان کو قربان نہیں کرتی، اپنے کلچر کو قربان نہیں کرتی، اپنی تہذیب کو قربان نہیں کرتی اور اپنی روایات کو قربان نہیں کرتی۔ ہم یہاں جناب شجاع آباد جلالپور کے گاؤں دیہات اور چھوٹے شہروں کے بچوں کو ریاضی پڑھائیں گے انگریزی میں، ہم ان کو سائنس پڑھائیں گے انگریزی میں، اس کو پہلے انگریزی نہیں آتی وہ ریاضی کیا سمجھے گا؟ وہ سائنس کیا سمجھے گا؟ میں ابھی سعودی عرب میں حج پر تھا، میں نے ان کا سلیبس منگوا کر دیکھا، ریاضی سائنس کی بہترین کتابیں، کمپیوٹر کی بہترین کتابیں اور تمام کی تمام عربی زبان میں تھیں۔ ہم نے آج تک اپنی زبان اردو نہیں بنائی، جس کی زبان اپنی نہ ہو وہ کل قوم کے سامنے کہاں اپنا سر اونچا کر سکتا ہے؟ مجھے موقع ملا تو میں میاں شہباز شریف صاحب سے کہوں گا کہ اس فیصلے پر آپ نظر ثانی کریں، یہاں تعلیم اردو زبان میں ہونی چاہئے، آپ انگریزی بطور زبان پڑھائیں ضرورت ہے، بین الاقوامی ضرورت ہے، مجھے اس سے انکار نہیں ہے لیکن ایک سوال ہے کہ آپ سائنس کی کتابیں انگریزی میں کیوں پڑھا رہے ہیں؟ آپ ریاضی کی کتاب انگریزی میں کیوں پڑھا رہے ہیں؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ عربی میں پڑھائیں تا کہ قرآن و دین سمجھ آئے، چلو نہیں تو پھر اپنی قومی زبان کو تو سرکاری زبان کا درجہ دے دیں۔

میں دنیا کے ملکوں میں پھرتا ہوں اور یہاں سامنے بیٹھے ہوئے میرے دوست مجھ سے زیادہ دنیا میں پھرتے ہیں، یہ مجھے بتائیں کہ دنیا کی جن قوموں نے ترقی کی ہے کیا انہوں نے اپنی زبان کی قربانیاں دے کر کی ہے یا اپنی زبان میں رہتے ہوئے دنیا کی قوموں میں انہوں نے اپنا نام پیدا کیا ہے؟ میں جا رہا تھا فرانس سے پیرس گیا اور بلجیم گیا، بلجیم سے میرے دوستوں نے کہا ہم جرمنی چلیں گے لیکن بائی روڈ چلیں گے، آپ کو سیر کرائیں گے۔ میں بائی روڈ بلجیم سے روانہ ہوا راستے میں ہالینڈ آیا اس کے بعد جرمنی آیا، ہم وہاں ایک سروس اسٹیشن پر رکے نماز پڑھی، دوستوں نے جا چائے پینی ہے، چائے پی، جب کاؤنٹر پر وہ پیسے دینے گیا، ایک خاتون کھڑی تھی، اس نے انگریزی میں اس سے پوچھا کہ بتائیے کہ ہمارا کتنا بل بنا؟ اس نے جرمن زبان میں جواب دیا، اتنے پیسے۔ وہ ہمارا ساتھی جرمنی نہیں جانتا تھا۔ وہ سمجھ نہ سکا اب پھر پوچھا تو پھر جرمن زبان میں جواب دے رہی ہے، پیچھے کھڑے ہوئے ایک آدمی نے انگریزی میں بتایا یہ آپ سے اتنے پیسے مانگ رہی ہے، آپ اس کو پے کر دیں۔ جب پیچھے ہٹے تو اس نے ہمیں آ کر کہا آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ عورت انگریزی زبان نہیں جانتی؟ یہ انٹرنیشنل موٹروے ہے، بین الاقوامی ٹورسٹ یہاں سے جاتا ہے، دنیا کے سیاح یہاں سے گزرتے ہیں۔ انگریزی زبان یہ جانتی ہے مگر اس نے جان بوجھ کر آپ کو جرمن زبان میں جواب دیا، کہ ہم اپنی زبان کو کیوں قربان کریں؟ ہم اپنی زبان میں بات کریں گے۔ آپ جرمنی جائیں آپ ناروے وغیرہ یا ہالینڈ جائیں، آپ وہاں ڈچ زبان دیکھیں گے، انقلاب فرانس کے تحت جتنے ملک آئے سب میں فرانسیسی زبان بولی جاتی ہے، ان کا سلیبس دیکھیں۔ آپ کو معلوم ہے جب ہیروشیما، ناگاساکی پر امریکہ نے بم برسائے تھے اور جب ان کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا تھا اور امریکہ نے معاہدہ ان سے کیا تھا تو انہوں نے اپنے اس معاہدے میں یہ کہا تھا کہ سب کچھ شامل کرتے ہیں لیکن ہم اپنے تعلیمی نظام کو اپنے ہاتھ میں رکھیں گے اپنے ایجوکیشن سسٹم کو تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔

آج ہمارا تعلیمی نظام ہی نہیں ہے ہماری تعلیمی پالیسی کوئی نہیں ہے۔ ہمیں پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کدھر جانا ہے۔ ہم آدھے تیتر آدھے بٹیر ہیں، **لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء**...... نہ مکمل سیکولر ایجوکیشن سسٹم ہے نہ مکمل اسلامک ایجوکیشن سسٹم ہے۔ ہم اپنے اہداف متعین کریں اور ہم اپنے بچوں کو اپنی زبان میں تعلیم دیں، آپ کے بچے کو ریاضی زیادہ سمجھ آئے گی جب آپ کی زبان ہوگی۔ آپ کو کئی مرتبہ اپنے گھروں میں اپنے بچوں کو اگر پڑھانے کا سمجھانے کا، سننے کا موقع ملے تو آپ سرائیکی میں سمجھاتے ہوں گے، "اے ایویں کریندے، اے مثال ایویں ہے" اس کو سمجھ آ جائے گا، آپ بہترین انگریزی بولیں، اس کو کیا سمجھ آئے گا، آپ زبان تو زبان کے طور پر پڑھائیں لیکن فن کو فن کے طور پر پڑھائیں اور اس زبان میں سمجھائیں جس کو وہ پڑھ سکے۔ خیر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج اگر ہم مختلف طبقات کو قریب لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے طریقہ یہ ہے کہ ہم ملک کے عمومی نظام تعلیم کو بھی بدلیں، ہم اس نصاب تعلیم کی طرف بھی توجہ کریں۔

مدارس میں عصری تعلیم دی جارہی ہے

مدارس الحمدللہ بہتری کی طرف جارہے ہیں۔ جب پرویز مشرف نے ہم سے ۲۰۰۲ء میں کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ریاضی، انگریزی، سائنس اور مطالعہ پاکستان یہ چار مضمون پڑھائیں، انگلش پڑھائیں، ریاضی پڑھائیں، سائنس پڑھائیں اور آپ مطالعہ پاکستان پڑھائیں، تو میں نے ان کے سامنے اپنے طلباء کے پیپر اور حل شدہ کاپیاں رکھیں کہ آپ ۲۰۰۲ء میں کہہ رہے ہیں، ہم ۱۹۸۹ء سے پڑھارہے ہیں، وہ حیران ہوگیا، اس کو پتہ ہی نہیں تھا۔ اکثر ایسے لوگ مدرسوں کے بارے میں تبصرے کرتے ہیں جنھوں نے مدرسوں کو دیکھا ہی نہیں۔ ان کو پتہ ہی نہیں کہ ان کا نصاب تعلیم کیا ہے۔

مدارس امن کی درسگاہیں

میں امریکہ میں تھا، مجھ سے کہنے لگے کہ مولانا آپ کے مدرسے میں کوئی امن کی اور پیس کی تعلیم بھی ہے؟ کوئی ہارمونی (تحمل وبرداشت) کی تعلیم بھی ہے؟ میں باہر کے دورہ پر جانے سے ایک دن پہلے مشکوٰۃ کا یہ سبق پڑھا کے گیا تھا، میں نے کہا جناب ہمارے مدرسے کے اندر تو اسلام پڑھایا جاتا ہے اور اسلام ہے ہی سلامتی کا، امن کا، پیس کا مذہب۔ اس لئے مدرسہ ایجوکیشن ہے ہی امن کی، پیس کی اور رواداری کی، تحمل کی، برداشت کی ایجوکیشن۔ وہ کہنے لگا کیسے؟ میں نے کہا میں نے کل ہی پڑھایا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔ محیصہ اور عبداللہ بن سہل، عبدالرحمن بن سہلؓ عبداللہ بن سہل اپنے چچازاد بھائی محیصہ کے ساتھ خیبر کے علاقے میں گئے، وہاں یہودی رہتے تھے اور وہاں پر پیا کٹتے تھے۔ باغات میں جارہے تھے الگ الگ ہوگئے، گھنے درختوں نے راستے الگ الگ کردیے۔ ساتھی بچھڑ گئے، کافی وقت گزر گیا، تلاش کرتے رہے، اگلے دن ان کو اپنے ساتھی عبداللہ بن سہل کی نعش ملی، اب وہ اور ان کے تمام ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا کہ "یہودیوں نے قتل کیا ہے" ہم نے دیکھا آنکھوں سے تو نہیں، لیکن وہاں مسلمان تو کوئی رہتا نہیں۔ اگرچہ ان سے ہماری آج کل صلح ہے لیکن پھر بھی دشمنی تو ہے۔ اس لیے یہودیوں نے ہمارے اس ساتھی، مسلمان بھائی کو قتل کیا، آپ ہمیں بدلہ لے کردیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمہارے پاس گواہ ہیں؟ اپنے صحابہؓ سے پوچھا، عرض کیا نہیں۔ مقتول کے ورثاء سے کہا تم قسمیں کھاؤ گے؟ تمہارے پچاس آدمی قسم کھائیں گے کہ ان یہودیوں نے قتل کیا ہے، تا کہ میں قصاص لوں، انہوں نے کہا یارسول اللہ جب ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا نہیں، ہم جھوٹی قسمیں کیسے کھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چلو ان سے قسمیں لے لیتے ہیں۔ اگر خیبر کے یہودیوں میں سے پچاس آدمی قسمیں کھا کر کہہ دیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا تو بری ہوجائیں گے۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ہمیں تو ان کی قسم کا اعتبار نہیں، یہ تو بڑے بڑے دھوکے کرتے ہیں جھوٹی قسم تو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر کیا جواب دیا؟ فرمایا تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں۔ یہ میں ترجمانی کررہا ہوں کہ حضور علیہ السلام کے فرمان کا مفہوم ہے کہ تمہارے پاس گواہ نہیں تم قسمیں دینے کو بھی تیار نہیں (اور یہ بھی ایک مصلحت کی خاطر ان کے آگے پیش کی تھی) ان کی قسموں پر اعتبار نہیں ہے گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد کسی مجرم کو بغیر ثبوت کے سزا دینے کے لئے دنیا میں نہیں آیا، میں بغیر ثبوت کے سزا نہیں دوں گا۔

میں نے کہا ایک تم ہو، امریکہ...... تم نے کہا کہ نائن الیون اسامہ نے کیا ہے، تمہیں چاہئے تھا تم اپنے ثبوت اپنی تفتیش عالمی عدالت انصاف میں لے کر جاتے، وہاں مقدمہ درج کراتے، اس کو عدالت میں بلواتے اور وہاں اپنا کیس پیش کرتے، پھر عدالت کوئی فیصلہ کرتی۔ آپ نے اس ثبوت کے بغیر اپنے طور پر یکطرفہ بمباری کر کے ہزاروں انسانوں کو ماردیا۔ ہمارے مدرسے میں تو امن کی تعلیم ہے وہا ہے کہ ایک بے گناہ انسان کا قتل پوری دنیا کے انسانوں کا قتل ہے۔

تنگ نظر کون......؟

آج تم کہتے ہو کہ مدرسہ انتہاء پسندی اور تشدد کی تعلیم دیتا ہے۔ میں نے امریکہ کے چرچ میں وہاں کے سپنگا ک میں کھڑ

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کے نقطۂ نظر میں وسعت نہیں ہے، آپ تنگ نظر لوگ ہیں۔ میں نے کہا میرا دین، اسلام، مجھ سے یہ کہتا ہے اور میں نے مدرسے میں پڑھا ہے، کہ میں اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں آدم علیہ السلام سے لے کر حضور علیہ السلام تک، ایک لاکھ تیئس ہزار نو سو ننانوے نبیوں اور پیغمبروں کو اللہ کا نبی نہ مان لوں، اگر میں موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کو سچا نبی نہیں مانتا تو میں ایمان سے خارج ہو جاتا ہوں، میں مسلمان نہیں رہتا۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ بھی ہمارے پیغمبر کو اللہ کا پیغمبر مانتے ہیں؟ میرا دین مجھ سے یہ کہتا ہے، مجھے مدرسے نے یہ سبق دیا ہے کہ تمام آسمانی کتابیں اللہ نے اُتاری ہیں، تورات، بائبل، زبور، قرآن ...... میں ان سب پر ایمان لاتا ہوں اور اس وحی پر بھی جو حضور علیہ السلام سے پہلے آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ آئی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جس طرح میری وسعتِ نظر ہے کہ میں بائبل کو بھی اللہ کی کتاب کہتا ہوں، میں تورات کو بھی اللہ کی کتاب کہتا ہوں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ بھی قرآن کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں؟ اگر نہیں مانتے تو تنگ نظر آپ ہیں یا ہم؟ میں نے کہا، مسلمانوں میں آپ دیکھیں، ہمارے یہاں بچوں کے نام جہاں محمد، احمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین، معاویہ ہیں وہاں مسلمانوں کے بچوں کے نام موسیٰ، عیسیٰ، یوسف، یعقوب، یحییٰ، زکریا بھی ہیں۔ یہ ہمارے نبی کے نام تو نہیں، پہلے پیغمبروں کے نام ہیں، اگر ہم تنگ نظر ہوتے تو ہم اپنے بچوں کے نام موسیٰ، عیسیٰ، یوسف، یعقوب کیوں رکھتے؟ ہماری بچیوں کے نام جہاں فاطمہ، زینب، رقیہ، اُم کلثوم، عائشہ، خدیجہ ہیں، وہاں ہماری بچیوں کا نام مریم بھی ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں، ہماری بچیوں کا نام آسیہ بھی ہے، جو فرعون کی بیوی تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والی تھیں، میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ کی بچی کا نام عائشہ اور خدیجہ ہے؟......تو تنگ نظر ہم ہیں یا آپ ہیں؟؟

آج کہتے ہیں جناب مدرسہ، مولوی انتہا پسند ہیں، میں پوچھتا ہوں کیا اٹھاون اسلامی ملکوں میں کسی ملک نے بھی کسی جگہ پر پابندی لگائی کہ آج کے بعد مندر، چرچ، گردوارہ کے مینار اور اس کی شکل اس طرح نہیں بنائی جاسکتی۔ سوئٹزر لینڈ میں چار مسجدیں صرف ایسی ہیں جن کے مینار ہیں، پابندی لگادی کہ یہاں مسلمان مسجد کا مینار نہیں بنا سکتا۔ کیا مینار بھی دہشت گرد ہوتا ہے؟...... جب ہمارا ایٹم بم بنا تھا، تو انہوں نے کہا ''اسلامی ایٹم بم''، ہندوستان نے بنایا تو اس کا نام ''ہندو ایٹم بم'' نہیں رکھا گیا، امریکا نے بنایا تو اس کا نام ''عیسائی ایٹم بم'' نہیں رکھا گیا۔ یہودی ملکوں کے ایٹم بم کا نام ''یہودی ایٹم بم'' نہیں رکھا گیا۔ پاکستان نے بنایا تو ''اسلامی ایٹم بم''...... پہلی مرتبہ یہ عقدہ کھلا کہ ایٹم بم کا بھی مذہب ہوتا ہے!!!

<u>انتہاء پسند کون......؟</u>

کسی مسلمان ملک نے کیا کسی بھی مذہب کے ماننے والے کے شعائر پر پابندی لگائی؟...... آج ہمارا میڈیا اس پر گرفت کیوں نہیں کرتا؟ اس کو کیوں نہیں اُچھالتا؟ اس پر کیوں بحث نہیں کرتا کہ سوئٹزر لینڈ میں میناروں پہ پابندی، اور ریفرنڈم ہو رہا ہے، ایک متعصب جماعت ریفرنڈم کرا رہی ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں، کیا کبھی اقلیت کے خلاف بھی ریفرنڈم کرایا جاتا ہے؟ کیا یہ عقل کے مطابق ہے؟ اگر آج پاکستان میں ہندوؤں اور سکھوں کے حوالے سے یا عیسائیوں کے حوالے سے کسی ریفرنڈم کا کوئی مسلمان سیاسی جماعت اعلان کر دے، اس کا رزلٹ سب کو معلوم ہے، اکثریت مسلمانوں کی ہے تو ووٹ اقلیت کے حق میں آئے گا یا اکثریت کے حق میں آئے گا؟ کہتے ہیں جناب ہم بڑے عقل پسند لوگ ہیں، اس ریفرنڈم کا تو جواز ہی کوئی نہیں۔ اور فرانس میں عورت کے حجاب پر پابندی...... آپ مجھے بتائیے، فرانس جیسے ملک میں کوئی عورت ماں باپ کے کہنے پر برقعہ پہنے گی؟ چلو پاکستان میں تو یہ کلچر ہے، وہاں تو قانون ہے، آپ جبر نہیں کر سکتے۔ وہاں اگر عورت حجاب پہن رہی ہے تو اپنی خوشی سے پہنے گی یا ماں باپ کے دباؤ پہ پہنے گی؟ کہتے ہیں جی یہ دباؤ کی نشانی ہے۔ دباؤ تو آپ ڈال رہے ہیں کہ آپ اس کا حجاب اُتار رہے ہیں۔ کیا عیسائی عورتوں کے مخصوص لباس پر کسی مسلمان ملک نے پابندی لگائی ہے؟ کہیں نہیں لگائی گئی۔

<u>آزادیٔ رائے یا توہین......؟</u>

حضور علیہ السلام کے توہین آمیز کارٹون، کیا یہ انتہا پسندی نہیں ہے؟ کیا یہ مغرب انتہا پسندی کا مظاہرہ نہیں کر رہا؟ کیا یہ تشدد کا اور تعصب

کا مظاہرہ نہیں کر رہا؟ کہتے ہیں جناب ہمارے ہاں فریڈم آف سپیچ (Freedom of speech) ہے، ہمارے ہاں اظہار رائے کی آزادی ہے۔ میں نے کہا جناب اظہار رائے کی آزادی اور ہے کسی کی توہین اورInsult کرنا اور چیز ہے۔ لندن کے Hide park میں آپ Swine کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیوں؟ آپ نے بھی وہاں اظہار رائے کی آزادی اور توہین میں فرق کیا، آج مسلمانوں کے حوالے سے دنیا کی عالمی حکومتیں کیوں نہیں توہین میں اور اظہار رائے کی آزادی میں فرق کرتیں۔ لگتا ہے مغرب کے پاس اب دلیل نہیں رہی۔ چودہ سو سال سے وہ ہم سے دلیل کے ساتھ بات کرتا رہا، ہمارے علماء جواب دیتے رہے۔ اور آپ بتائیے گالیوں پر کون اُترتا ہے؟ جس کے پاس دلیل نہ رہے۔ لگتا ہے اب مغرب اور پوری دنیا کے پاس اسلام کے خلاف کوئی دلیل نہیں رہی، اس لئے تو گالی پر اتر آئے ہیں۔ عالمی برادریوں اور عالمی اداروں کو چاہئے کہ وہ ایسا قانون عالمی سطح پر پاس کریں جس کی رُو سے کسی بھی مذہب، پیغمبر اور آسمانی کتاب کی توہین کو قابلِ تعزیر اور قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے، اور اس میں او آئی سی اور پاکستان کو قائدانہ کردار ادا کرنا چاہئے۔ عالمی برادری کو چاہئے کہ وہ اظہار رائے کی آزادی اور توہین کے اندر فرق کو واضح کرے۔ یہ بھی عالمی برادری کو چاہئے کہ دہشت گردی کی تعریف وہ کرے جو سب کے لئے قابلِ قبول ہو۔ جہاں اپنے مفادات ہوں وہاں دہشت گردی اور جہاں اپنے مفادات بدل جائیں، وہاں یہ آزادی کی تحریک؟ من مانی اور اپنی پسند کی تعریف دنیا پر مسلط نہ کریں۔ اور یہ بھی قانون بنایا جائے کہ تمام مذاہب کے لوگوں کے شعائر کا اور ان کی روایات کا اور ان کی تہذیب کا اور ان کے تشخص کا تحفظ کیا جائے۔

مدارس پہ اعتراض......دراصل اسلام پہ اعتراض ہے

کہا ہمیں جاتا ہے کہ آپ انتہا پسند ہو۔ میں کہتا ہوں کہ پاکستان میں اور مسلمان ملکوں میں جتنے اعتراضات مدرسوں اور مولویوں پر ہوتے ہیں یورپی ملکوں میں آپ چلے جائیں بعینہٖ یہ سارے اعتراضات اسلام اور مسلمانوں پر کیے جاتے ہیں۔ باہر کے ملکوں میں آپ جائیں گے وہ کہیں گے اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے، مسلمان دہشت گرد ہے۔ پاکستان میں یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ اسلام دہشت گردی کا مذہب ہے، کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت ہے، تو یہاں کہا جائے گا کہ مولوی دہشت گرد ہے۔ آپ یہ طے کرلیں کہ مولوی کو جو اس طرح کہا جاتا ہے دراصل مولوی کا تو نام استعمال ہو رہا ہے اصل میں یہ تمام کے تمام الزام مسلمان اور اسلام پہ ہیں۔ ہمارا تو شکریہ ادا کرو کہ ہم آگے کھڑے ہیں، تیر ہم کھا رہے ہیں، ہم آپ کے کفایہ بنے ہوئے ہیں۔

مدارس کا قوم پر احسان

یہ مدارس قوم کے محسن ہیں، میں ان مدرسوں کی ایک خدمت بیان کرتا ہوں، کہ غریبوں کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے والے یہی مدرسے ہیں۔ یہاں اکثر غریبوں کے بچے پڑھتے ہیں، کوئی فیس نہیں ہے اور ماشاء اللہ متوسط طبقے کے، اب تو ذی حیثیت لوگوں کے بچے بھی آتے ہیں۔ آپ بتائیے کیا گورنمنٹ کے اسکولوں میں تعلیم ہے، استاد ہیں، چھتیں نہیں ہیں، وہاں تو فرنیچر بھی نہیں ہے، پرائیویٹ اسکولوں کی فیسیں آسمان سے بات کرتی ہیں، اگر مدرسہ نہ ہوتا تو پاکستان میں غریب کا بچہ تو جاہل ہی رہتا......!!! یہ احسان ہے ان مدرسوں کا، اور پھر میں آپ سے پوچھتا ہوں پاکستان کی ضرورت ڈاکٹر ہے، انجینئر ہے، اچھی بیوروکریسی ہے، وکلاء ہیں، عوامی نمائندے ہیں، یہ تمام پاکستان کی ضرورت ہیں، لیکن میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا پاکستان کی ضرورت قرآن کا حافظ، قرآن کا قاری، دین کا عالم، دین کا مفتی نہیں ہے؟ کیا یہ پاکستان کے مسلمانوں کی اور دنیا کے مسلمانوں کی ضرورت نہیں ہے؟ رمضان المبارک آرہا ہے میں نے پورا قرآن سننا ہے، مجھے شجاع آباد جلالپور پیروالا کے ایک سکول کا نام بتاؤ جس نے باسٹھ سال میں شجاع آباد کو قرآن کریم کا ایک حافظ دیا ہو، ایک قاری دیا ہو، ایک عالم دیا ہو۔ میں نے وراثت کے، میں نے طلاق و نکاح کے شرعی مسائل پوچھنے ہیں، پاکستان کے گورنمنٹ کے اور پرائیویٹ عصری اداروں نے مجھے کون سا مفتی دیا ہے کہ جس سے جا کر میں فتویٰ لے سکوں؟ اور معاف کرنا بعض اوقات روشن خیال ڈاکٹروں کے نام لیے جاتے ہیں جو ٹی وی پر آکر بڑے فتوے دیتے ہیں، میں نے ایک دن ایک مذاکرے میں کہا، ان سے کہو وہ بھی آبپارہ چوک اسلام آباد میں آجائیں اور ہم بھی اپنے مدرسے کا ایک مفتی آبپارہ چوک پر لے آتے ہیں، آپ پبلک

پر چھوڑ دو، دیکھتے ہیں وہ فتویٰ پوچھنے اس روشن خیال ڈاکٹر کے پاس جاتی ہے یا مولوی کے پاس جاتی ہے...... وہ آ کر اپنی دوکان کھولیں فتوے کی، آج بھی جو پبلک اگر اعتماد کرتی ہے تو مولوی کے فتوے پہ کرتی ہے۔ آج بھی مدرسے اور دین کے پڑھے ہوئے کے فتوے پر لوگوں کو اعتماد ہے۔ آپ کا اعتماد ہے اور الحمدللہ یہ علماء آپکے اعتماد پر پورے اترتے ہیں۔ مسلمانوں کو قرآن کے قاریوں اور حافظوں کی ضرورت ہے۔ وفاق المدارس کے تحت پچھلے سال ایک سال میں جن بچوں نے قرآن حفظ کر کے امتحان دیا ان کی تعداد **57000** ہے، جبکہ **8216** طلباء اور **11211** طالبات عالم بنے ہیں۔ جن طلباء نے پندرہ بیس پارے پڑھے ہیں اور جو مفتی بنے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں، آپ کہتے ہیں مولوی کس کام آئیں گے۔ ہم نے اپنے آئین پر عمل نہیں کیا، کریں تو آپ کو حقیقت بھی نظر آئے گی۔ یہ ضرورت ہے قوم کی جس کو یہ مدرسے پوری کر رہے ہیں۔ جیسے مجھ سے پہلے مولانا زبیر صاحب نے کہا، میں بڑے بڑے مالدار ملکوں میں گیا ہوں، جن کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔ لیکن ان ملکوں میں بھی ایسا نہیں کہ آپ ایک دو یا پانچ چھ آدمیوں کی مثالیں دے سکیں کہ وہ سو یا پچاس کو مفت تعلیم دیتے ہوں، لیکن یہ مدرسے آپ کے تعاون سے بیس سے پچیس لاکھ بچوں کو مفت تعلیم دیتے ہیں، روٹی بھی دیتے ہیں، کپڑا بھی دیتے ہیں، رہائش بھی دیتے ہیں۔ مفت تعلیم دیتے ہیں۔ نہ کوئی ٹیوشن فیس، نہ داخلہ فیس، نہ کھانے کی فیس ہے، نہ ہاسٹل کی فیس ہے۔ ہم نے آپ سے لے کر ان بیس سے پچیس لاکھ بچوں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پیسہ کہاں سے آتا ہے؟ دن رات مختلف ایجنسیاں اور سفارتکار اور میڈیا خاص طور پر مغربی میڈیا ہم سے کہتا ہے، کہ تم کو پیسہ کہاں سے ملتا ہے۔ ہم نے کہا کہ آپ ایک مہینہ تک ہمارے مدرسے کا نظام سنبھال لیں، آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہ پیسہ کہاں سے آتا ہے۔ ایک ایک روپیہ، ایک ایک گندم کی بوری، ہم اکٹھی کرتے ہیں۔ کتنے زمیندار بیٹھے ہیں، ان کے پاس ہمارے بندے جاتے ہیں۔ کس لیے جاتے ہیں؟ آپ کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے۔ ہمیں بیرونی ممالک نے پیشکش کی، ہم چھ ارب روپیہ آپ کو دیتے ہیں، ہماری مرضی کے مطابق اپنے نظام میں اور نصاب میں تبدیلی کر لو۔ ہم نے کہا کہ تم یہ شرط نہ بھی لگاؤ ہم غیر مشروط طور پر بھی تمہارا ایک ڈالر لینے کیلئے تیار نہیں۔ ہم نے روکھی سوکھی کھا کر قوم سے مانگ کر قرآن وسنت کو محفوظ رکھا ہے۔

مفکر اسلام سید ابوالحسن علی ندویؒ بالکل صحیح فرماتے تھے، مسلمان کی بقاء اسلام سے ہے اور اسلام کی بقا دینی مدارس سے ہے۔ جب تک اسلام ہے مسلمان باقی رہے گا اور اسباب کے درجہ میں اسلام کی بقاء دینی مدارس سے ہے۔ مجھے اور آپ کو حلال حرام بتانے والا، جائز ناجائز بتلانے والا، اللہ اور اس کے رسول کا راستہ دکھلانے والا عالم اور مفتی اسی مدرسے نے دیا ہے۔

خامیاں اداروں میں نہیں...... افراد میں ہوتی ہیں

میں یہ نہیں کہتا کہ ان میں خامیاں نہیں، بہت سی خامیاں ہوں گی، لیکن ہمارے ساتھ امتیازی رویہ ہے، اگر ہماری کوئی خامی ہوتی ہے فوراً کہتے ہیں مدرسے کی تعلیم یہ ہے، مدرسہ کا ایجوکیشن یہ سکھلا رہا ہے۔ اگر کسی کالج، یونیورسٹی (مجبوراً نام لے رہا ہوں) کا نام آئے تو کہتے ہیں یہ اس لڑکے کا قصور ہے، اس ادارے کی طرف منسوب نہیں کرتے اور ہم سے کوئی غلطی ہو جائے تو فوراً ادارے کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

دوہرا معیار

مغربی ممالک کے دوروں کے دوران وہاں کی اہم شخصیات سے ملاقات میں، میں نے کہا آپ کے ان اداروں نے نائن الیون کے بعد کہا اسلام دہشت گرد ہے، پوری دنیا کا مسلمان دہشت گرد ہے۔ میں نے کہا، کہ تم نے اس واقعہ کو اسلام کے ساتھ جوڑ دیا۔ اور جب تم نے ہیروشیما، ناگاساکی پر بم مارے تھے، لاکھوں آدمی بے گناہ مارے گئے، کیا اس وقت بھی یہ بات ہوئی تھی؟ یہ بحث اٹھائی گئی تھی کہ عیسائیت کا مذہب دہشت گردی کا مذہب ہے؟ اور بم مارنے والوں کو یہ تعلیم ان کے مذہب نے دی ہے؟ یوگوسلاویہ کے جس جنرل نے ساڑھے سات لاکھ مسلمان بوسنیا کی لڑائی میں مارے ہیں، کیا اس کا مذہب زیر بحث آیا کہ اس کے مذہب نے یہ تعلیم دی تھی؟ کبھی اس کے مذہب کو تو دہشتگرد نہیں کہا گیا۔ بلکہ یہ کہا گیا کہ یہ اس کا اپنا فعل ہے۔ مجھے امریکہ میں محمد علی کلے ملے، میں انکے شہر گیا تھا۔ وہاں ان کے سیکرٹری نے مجھے بتایا، ان سے ایک ٹی وی اینکر نے **9/11** کے موقعہ پوچھا، کہ آپ کو اس وقت اسامہ بن لادن کا ہم مذہب ہونا کیسا لگ رہا ہے؟...... وہ چونکہ باکسر تھا، مکے مارنا جانتا تھا، اس نے

زبان کا مکا مارا، کہا کہ آپ مجھے بتائیے کہ آپ کو ہٹلر کا ہم مذہب ہونا کیسا لگ رہا ہے؟؟......

یہ وہ دوہرا معیار ہے کہ عالمی سطح پر جس کا شکار اسلام اور مسلمان ہے اور بدقسمتی سے پاکستان میں دوہرے معیار کا شکار مولوی اور مدرسہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ دہشت گردی سکھاتے ہیں۔ آج تو آپ ہماری دعوت پہ آئے ہیں۔ میں آپ کو جنرل دعوت دیتا ہوں۔ آپ کا جب جی چاہے آپ آئیں، ہمارے مدرسوں کے دروازے چوبیس گھنٹے کھلے ہیں، آ کر کلاس روم میں بیٹھیں، دیکھیں، استاد بچوں کو قرآن وحدیث پڑھا رہا ہے یا دہشت گردی اور انتہا پسندی پڑھا رہا ہے یا مخالف کو قتل کرنا سکھا رہا ہے؟ آپ خود فیصلہ کر لیں۔ میں پوری دنیا کو دعوت دیتا ہوں۔ میڈیا کو دعوت دیتا ہوں۔ وکلاء کو دعوت دیتا ہوں۔ میں سفارتکاروں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بغیر اطلاع کے اچانک آئیں اور آ کر ہمارے مدرسوں میں دیکھیں۔ ہمارے کسی مدرسے کے کسی کمرے کے اندر آپ کو ریوالور تو کیا، کوئی ویپن (ہتھیار) تو کیا، آپ کو بغیر ضرورت کے چھری بھی وہاں نہیں ملے گی! اور میں یہ نہیں کہتا کہ ذرا کالج، یونیورسٹی کے ہاسٹل میں جاؤ وہاں کیا ملتا ہے؟

قوم کو تقسیم کرنے والے کون......؟

قوم کو تقسیم مدرسہ اور مولوی نہیں کرتا، ناراض نہ ہونا، کالج یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس کی یونیورسٹی کی لائف میں مجھے بتایا جاتا ہے کہ تم فلاں سیاسی پارٹی کے تم فلاں سیاسی پارٹی کے اور بعض سیاسی پارٹیوں نے بعض تعلیمی اداروں کو یرغمال بنایا ہوا ہے۔ ان کے طالب علمی کے زمانے میں وہاں کلاشنکوفیں چلتی ہیں، قتل ہوتے ہیں، کئی دن تک یونیورسٹیاں بند رہتی ہیں، یونیورسٹیاں کھلوانے کے لئے پولیس، رینجرز کو بلانا پڑتا ہے، جب وہاں سے پڑھا ہوا سوسائٹی میں جاتا ہے، تو وہ اس سوسائٹی میں اسی سیاسی تعصب کو لے کر جاتا ہے جس کی اس نے یونیورسٹی میں پرورش پائی ہوتی ہے۔

جبکہ ہمارے مدرسے کا طالب علم جب سوسائٹی میں آتا ہے، مدرسے سے باہر قدم رکھتا ہے تو تعصب سے پاک ہوتا ہے، اس کو مدرسے کی تعلیم میں کوئی ایسی تربیت نہیں دی گئی ہوتی، جس کی وجہ سے وہ قوم کو تقسیم کرے۔

جہاں تک دیوبندی، بریلوی، شیعہ سنی کا سوال ہے، ہمارے مدرسوں میں ان موضوعات پر زیادہ بحث ہی نہیں ہوتی، ہمارے ہاں زیادہ فقہ پر بحث ہوتی ہے۔ کہ اس مسئلے میں امام شافعیؒ یہ کہتے ہیں، امام مالکؒ یہ کہتے ہیں، امام احمد بن حنبلؒ یہ کہتے ہیں، ہم سب کا نقطہ نظر دلیل کے ساتھ، احترام کے ساتھ بیان کرتے اور پڑھاتے ہیں اور تمام طلباء ان اختلاف کو پڑھنے کے باوجود وہ اپنے دل میں احترام رکھتے ہیں، یہ ریسرچ وتحقیق کے نقطہ نظر سے دلائل کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور اگر ہمارا کسی کے ساتھ اصولی یا فروعی اختلاف ہے، وہ بھی ہم دلائل کے ساتھ پڑھاتے ہیں۔ اور اختلاف رائے کوئی بری چیز نہیں ہوا کرتی۔ یہ تمام طبقوں میں تمام زمانوں میں تمام مذاہب میں پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کی بنیاد پر نفرت کرنا اس کی بنیاد پر قتل کرنا، اس کی بنیاد پر کسی بے گناہ کی جان لینا، مدرسے کی تعلیم کا حصہ نہیں ہے۔ یہ کسی کا انفرادی فعل تو ہو سکتا ہے بطور ادارہ مولوی اور مدرسے کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پاکستان ہمیں تم سے زیادہ عزیز ہے

ہم نے کبھی پاکستان میں خودکش حملوں کی اجازت نہیں دی، ہم نے کسی بے گناہ شہری کو مارنے کی اجازت نہیں دی، ہم پر بہت سارے دباؤ آئے، ہم نے ان دباؤ کو بھی قبول کیا، ہمارے پاس وزیر داخلہ آئے فتویٰ دو، میں نے کہا ہم حکومت کے کہنے پر فتوے نہیں دیا کرتے۔ ہمارے فتوے سرکار کی چھاؤں میں نہیں ہوں گے، ہم اپنی آزادی کے ساتھ جس کو مناسب سمجھیں گے اس کا فتویٰ جاری کریں گے۔ یہ ملک ہمیں تم سے زیادہ عزیز ہے، جب تک سوویت یونین افغانستان میں تھا اور پاکستان کا دفاع ہو رہا تھا، تو مولوی مدرسہ اچھا لگتا تھا یہ پاکستان کا دفاع کر رہا ہے، جب وہ چلا گیا، واپس لوٹ گیا، تو آج اسی کو ہم نے دہشت گرد کہہ دیا، میں نے پرویز مشرف کی صدارت میں ہونے والے آئی ایس آئی، آئی بی اور تمام متعلقہ اداروں کے سربراہوں سے پوچھا، بتاؤ افغانستان میں سوویت یونین کے، روس کے آنے سے پہلے کیا مدرسے کے کسی طالب علم کے پڑھنے کے بعد، اس کے ہاتھ میں ہتھیار تھا؟ ہتھیار ہم نے نہیں دیا، اس کے ہاتھ میں ہتھیار آیا ہے تو تم نے دیا ہے، اس کو ٹریننگ تم نے دی ہے، مدارس تو

صرف تعلیمی ادارے ہیں، ہمارے صرف تربیتی ادارے ہیں۔ یہ ٹریننگ ہم نے نہیں دی۔ دہشتگردی کے اسباب کہیں اور ڈھونڈو، ہمارے ہاں نہیں ہیں۔ یہ خالص تعلیمی ادارے ہیں تقریباً ہر مدرسے میں مسجد ہے، آپ پانچ وقت محلے کے لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں، اگر مدرسے میں دہشت گردی ہوتی، اسلحے کی ٹریننگ ہوتی تو آپ مسجد میں پانچ وقت جو نماز کے لئے آتے ہیں تو آپ کو پتہ چلتا، فوراً تھانے میں اطلاع کرتے، وہ مدرسہ ایک دن آگے نہ بڑھ سکتا۔

مدارس میں زبردستی نہیں

ہمارے پاس جو بچے آتے ہیں، وہ اپنی خوشی سے آتے ہیں۔ کہتے ہیں جی ان کو زبردستی لا رہا ہے ہیں۔ ہم بچوں کو کہتے ہیں کہ تم باپ کو لے کر آؤ، تم کیوں اس کے بغیر آگئے؟ کہتے ہیں میرا شوق ہے، میں نے قرآن پڑھنا ہے، میرا والد آتا ہے آئے، نہیں آتا تو نہ آئے، میں نے پڑھنا ہے۔ وہ تو اپنی مرضی سے آرہے ہیں اور قوم ان کا تعاون کرتی ہے۔ قوم کا ان پر اعتماد ہے۔ ان پر لگائے جانے والے الزامات میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

مدارس اور دہشت گردی...... حقیقت کیا ہے؟

آپ مجھے بتایئے اس برصغیر میں مدرسہ کب سے ہے؟ اڑھائی سو سال سے۔ اور پاکستان میں ۱۹۴۷ء سے، یہ جامعہ خیر المدارس جس کا میں خادم ہوں یہ ۱۹۴۷ء سے ہے، یہ حضرات جن مدرسوں کے بیٹھے ہیں یہ کوئی پچیس سال، تیس سال، چالیس سال، پچاس سال پرانے ہیں۔ جامعہ باب العلوم، دارالعلوم کبیر والا ہو، جامعہ خالد بن ولید ہو، جامعہ قاسم العلوم، جامعہ فاروقیہ، کئی مدرسے ہیں...... آپ مجھے بتایئے یہ جو دہشت گردی کی لہر جس کو کہا جاتا ہے یہ پانچ سال دس سال پندرہ سال بیس سال سے ہے، اور مدرسہ اڑھائی سو سال سے یا ساٹھ سال سے ہے، اگر مدرسے کی تعلیم کی وجہ سے، مدرسے کے نصاب کی وجہ سے سلیبس کی وجہ سے، اس کی ایجوکیشن کی وجہ سے دہشت گردی ہوتی تو آج سے پچاس سال پہلے بھی ہوتی، سو سال پہلے بھی ہوتی۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے، کہ تمہارا نصابِ تعلیم پرانا ہے۔ جب ہمارا نصابِ تعلیم بھی پرانا ہے، ۱۴سو سالہ، تو پھر نئی چیز تو آئی نہیں، تو پھر دہشت گردی کہاں سے آئی؟ برطانیہ کے فارن منسٹر ملی بینڈ ملتان میں بھی آئے، مخدوم شاہ محمود قریشی صاحب ان کو یہاں ہمارا ادارہ بھی دکھلانے کے لئے لائے، ان کی مہربانی۔ میں نے ملی بینڈ سے کہا، میں آپ کو پاکستان کے تمام مدارس کا یہ سلیبس دے رہا ہوں، یہ نصابِ تعلیم دے رہا ہوں، آپ اسے ساتھ لے جایئے اور برطانیہ کے مدرسوں کے نصاب کو منگا لیجئے، جن کو آپ نے قانونی قرار دیا ہے، جو برطانیہ کے مختلف سنٹروں میں قائم ہیں، ان کا بھی نصاب منگا لیں اور اس کا بھی موازنہ کر لیں، تقریباً ایک ہی نصابِ تعلیم ہے، بنیادی کتابیں ایک ہی ہیں اگر ان مدرسوں کا نصابِ تعلیم دہشت گردی، انتہا پسندی کو جنم نہیں دے رہا، فروغ نہیں دے رہا تو پھر پاکستان کے مدرسوں پر بھی یہ الزام غلط ہے۔

کوئی مدرسہ دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا

ایک میٹنگ کی دلچسپ بات آپ کو سنا دوں، اسلام آباد میں بیٹھے تھے، ہمارے ساتھ حساس اداروں کے سربراہ تھے، میں نے کہا اگر آپ پرویز مشرف، وزیر اعظم، حکومتی وزراء یہ کہتے ہیں ۹۹٪ مدرسے ٹھیک ہیں کچھ تھوڑے سے مدرسے ایسے ہیں جہاں دہشت گردی، انتہا پسندی ہے۔ میں نے کہا کہ میں آج پوچھنا چاہتا ہوں وہ کچھ اور تھوڑے سے کون سے ہیں؟ تا کہ وہ اگر ہم میں کسی کے ساتھ relate ہیں کیونکہ تمام مکاتب فکر کے جو مدارس ہیں ان کی باقاعدہ تنظیمیں ہیں، وفاق ہیں، ہم اکٹھے رہتے ہیں۔ اکٹھی ہماری میٹنگیں ہوتی ہیں۔ وہ مدرسہ ہم میں سے کسی ایک کے ساتھ ملحق ہوا تو اس کا الحاق ہم ختم کر دیں گے، ہم قوم کو بتائیں گے، وہ پیسہ لے کر دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے۔ تو آپ یقین کریں اس وقت کے آئی ایس آئی کے سربراہ مجھ سے کہنے لگے کہ مولانا جالندھری! ہمارے علم میں تو کوئی ایسا نہیں ہے، اگر آپ کے علم میں ہے تو بتا دیں۔ میں نے کہا کہ کیسے؟ دعویٰ تو آپ کا ہے۔ اب ہم پانچ چھ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، آپ ہمیں بتا دیں تا کہ ہم اس کے خلاف کوئی کارروائی کریں۔ تا کہ ہم آپ کا ساتھ دیں۔ ہم نے ہمیشہ حکومت کو پیشکش کی ہے۔ اگر کوئی مدرسہ غیر قانونی طور پر ان میں ملوث ہے، حکومت ثبوت کے ساتھ کارروائی

کرے، ہم ساتھ دیں گے۔ ہم کسی صورت ملک کے امن وامان کے ساتھ کھیلنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے۔ تو انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ ہمارے علم میں تو نہیں ہے۔ تو پھر میں نے کہا آپ پھر آج کے بعد جرنلائز کر کے مبہم انداز میں یہ نہ کہا کریں کہ کچھ مدرسے دہشت گرد ہیں۔ آپ کو کیا خوف مانع ہے۔ وزیراعظم، وزیراعلیٰ، گورنر، صدر منصب کا کوئی آدمی ہو، اس کو کیا رکاوٹ ہے کہ ایسے مدرسوں کا نام لے، وہ کیوں نام نہیں لیتا...... جرنلائز کر کے نہ ہم الزام دیتے ہیں اور نہ ہم الزام قبول کرتے ہیں۔ اس طرح کے مبہم الزامات کو ہم رد کرتے ہیں۔ آپ بتائیے کہ کیا بغیر ثبوت کے مبہم الزام کو قبول کرلیا جائے؟

ہم قوم کے خادم ہیں

لیکن ہمیں افسوس ہے کہ ہمارے اپنے، غیروں کی بولی بولنے لگ جاتے ہیں، آپ ہمارے نمائندے ہیں، آپ کا کسی بھی سیاسی پارٹی سے تعلق ہو، ہم آپ سب کے ساتھ ہیں۔ تاجر، صنعتکار، ذرائع ابلاغ کے نمائندے، صحافی، ارباب قلم، ارباب علم ودانش! آپ سب سے ہم یہ اُمید رکھتے ہیں کہ کم ازکم آپ وہ بولی نہیں بولیں گے جو غیروں نے ان کے منہ میں ڈالی ہے آپ الفاظ کی حد تک بھی ان کے ساتھ کھڑے نہ ہوں، ہمارے ساتھ کھڑے ہوں۔ ہم نے قوم کی خدمت کی ہے۔ ہم خدمت کر رہے ہیں۔ ہم پر لگائے جانے والے سارے الزامات بے بنیاد ہیں۔ ہم خالص تربیتی اور تعلیمی اداروں کا نظام چلا رہے ہیں۔ اور اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں۔ ہم قوم کی خدمت کر رہے ہیں اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس ملک کا نصابِ تعلیم نظامِ تعلیم اسلام اور یہاں کے آئین کے مطابق بنے، تو ہم اسے قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے یہ پیشکش کی کہ پہلی کلاس سے دسویں تک ایک نصاب بن جائے، ہمیں اب حکومت کا انتظار ہے، کہ کب وہ اس کو قبول کرتی ہے۔ پوری قوم میں، پورے ملک میں ایک ہی نصابِ تعلیم میٹرک تک ہو اس کے بعد سپیشلائزیشن ہو، حکومت کو ماننا چاہئے۔

مدارس باقاعدہ آڈٹ کراتے ہیں

کیا ہم گورنمنٹ سے کچھ لیتے ہیں؟ کچھ نہیں لیتے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ ہمیں کنٹرول کرے۔ آپ مجھے بتائیے جب ہم ان سے کچھ لیتے نہیں تو ان کو کیا حق پہنچتا ہے؟ NGO's کے حساب کا آڈٹ نہیں ہوتا، ہمارے مدرسوں کے حساب کا آڈٹ ہوتا ہے۔ آپ یقین کریں، ہمیں کئی لوگ لاکھ روپیہ دے کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں، مولانا مجھے رسید کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے چونکہ خدا کو جواب دینا ہوتا ہے، ایک روپیہ ہو یا ایک لاکھ ہو، ہم اس کی رسید کاٹ کے رکھ لیتے ہیں، کہ وہ کسی وقت اچانک آئے، آکر اپنی رسید دیکھ سکتا ہے۔

مدارس کو رجسٹریشن سے انکار نہیں

یہ کہتے ہیں رجسٹریشن نہیں، ہمارے مدرسے رجسٹرڈ ہیں۔ انہوں نے خود ہی بین لگایا تھا، جو ہم نے اٹھوایا ہے۔ اب بھی بیوروکریسی رکاوٹیں ڈال رہی ہے کہ مدارس کی رجسٹریشن نہیں ہو رہی۔ مدارس نے رجسٹریشن سے کبھی انکار نہیں کیا اور یہ کوئی متنازع ایشو نہیں ہے، ہم کھلی کتاب ہیں۔ ہمیں کوئی ڈر نہیں کہ ہم اپنے کوائف چھپائیں۔ ہمارے مدارس پچانوے فیصد رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ جو پانچ فیصد رجسٹرڈ نہیں ہوئے وہ اسلئے نہیں ہوئے کہ حکومت کی بیوروکریسی رشوت مانگتی ہے، ناجائز شرطیں لگاتی ہے۔ ایسی شرطیں لگاتی ہے جس کا کہیں پر انہیں کوئی جواز نہیں ہے۔ ہمیں رجسٹریشن سے کوئی انکار نہیں۔

مدارس کرپشن سے پاک ہیں

آج تک کسی مدرسے کے کرپشن کا کیس آپ کے سامنے آیا؟ کہ جناب اربوں روپے کے قرضے ان لوگوں نے لیے اور معاف کرائے ہوں کسی ایک مدرسے کے مہتمم کا اور مولوی کا نام آیا؟ اور کتنے مدرسوں کے مولوی اور مہتمم کاروبار بھی کرتے ہیں، ان کی فیکٹریاں بھی ہیں، صنعتیں بھی ہیں لیکن آج تک کسی ایک نے قرضہ لیا؟...... نہیں، اگر لیا تو کوئی معاف نہیں کرایا۔ NRO کے تحت ہمارا کوئی مقدمہ واپس نہیں ہوا، اگرچہ ہمارے اوپر بھی یہ بہت سارے جھوٹے کیس جعلی بنائے گئے تھے۔ چند لوگوں کو این آر او نے فائدہ دیا۔

مدارس کو ہراساں کیوں کیا جاتا ہے......؟

میں نے وزیر داخلہ سے کہا کہ آپ مدرسوں پر چھاپے مارتے ہیں۔ کہنے لگا میں نے کوئی ہدایت جاری نہیں کی۔ پرسوں میں نے میاں شہباز شریف صاحب سے ملاقات کی، میں نے کہا پنجاب میں چھاپے مارے جارہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے واضح طور پر کہا کہ مولانا میں نے کسی مدرسہ پر چھاپا مارنے کی کوئی ہدایت جاری نہیں کی، جو کررہے ہیں غلط کررہے ہیں اور انہوں نے آرڈر دیا کہ فوری طور پر پنجاب کے آئی جی وغیرہ وفاق کے نمائندوں کے ساتھ بیٹھیں اور بیٹھ کر کہیں کوئی شکایت ہو تو اس کا طریق کار طے کریں، یہ بالکل غلط ہے ہم چھاپے مارنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ہم مدارس کا تقدس اور احترام برقرار رکھیں گے۔

یہ مدرسہ آپ کی امانت ہے، یہ آپ کا ادارہ ہے، آپ اس کو اپنا ادارہ سمجھیں۔ یہ اسلام کی، قرآن کی تعلیم دیتا ہے۔ تو میں یہ عرض کررہا تھا میں نے وزیر داخلہ سے کہا آج کل آپ کی کیا پوزیشن ہے؟ میں نے کہا آپ کے خلاف مقدمات ہیں، صدر صاحب کے خلاف بھی ہیں، باقی وزراء کے خلاف بھی ہیں اور کہا جارہا ہے الزام کی بنیاد پر ہم عہدے نہیں چھوڑیں گے ورنہ نظام نہیں چل سکتا۔ دلیل اپنی جگہ درست ہے، لیکن کیا آپ میں سے کسی ایک پر بھی پولیس نے چھاپہ مارا؟ اس کو گرفتار کیا؟ اس کو عدالت میں پیش کرنے کے لئے کوئی کارروائی کی؟ کچھ نہیں ہوا......!!! مگر وہ مدرسہ جس پر کوئی مقدمہ نہیں، جس کے خلاف کوئی کیس نہیں، جس پر کوئی الزام نہیں، ایک معمولی شک، کہ ٹیلیفون پر ایک کال ہوئی، جس پر پندرہ بیس گاڑیاں جائیں اور جا کر جیسے دشمن کے ملک پر حملہ کرتے ہیں مدرسے کا تقدس پامال کریں، قوم کی نظروں میں اس کو گرادیں اور بدنام کردیں اور چند دن کے بعد اس مدرسہ کے طالب علم اور استاذ کو چھوڑ دیں کہ اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔ میں نے کہا وزیر داخلہ صاحب بتائیے اس کا کوئی حق بنتا ہے؟ اگر چھاپا ہونا چاہئے تو آپ کے خلاف ہونا چاہئے، ہمارے خلاف کیوں ہونا چاہئے؟ میں نے کہا آج کل آپ دباؤ محسوس کررہے ہیں؟ کبھی پشاور کورٹ میں، کبھی پنڈی کورٹ میں، کبھی فیصل آباد کورٹ میں، آپ کے ساتھ تو پروٹوکول ہے، آپ کے ساتھ تو پولیس کی گاڑیاں ہیں، آپ کے ساتھ تو وزیر کا جھنڈا ہے، اور وہ غریب مولوی، مدرسہ کا طالب علم جو شجاع آباد کے جلالپور کے دیہات میں بیٹھا ہے اور جا کر پولیس اس کو اس طرح کرتی ہے، جیسے وہ اس کا دشمن اور مخالف اور دہشت گرد و، جیسے کوئی ہندوستان سے بھی گیا گزرا ہو۔ ہندوستان کی تو منتیں کرتے ہو مذاکرات کے لئے اور اپنے لوگوں کے ساتھ اس وقت میں اس طرح محاذ آرائی اور تصادم کی طرف ملک کو لے کر جارہے ہو، آپ اپنے آپ کو دباؤ میں محسوس کرتے ہو، حالانکہ آپ کے ساتھ سرکاری پروٹوکول ہے۔ سوچو! اس مولوی اور طالب علم پر، اس بیچارے پر کتنا دباؤ آتا ہوگا جب جا کر SHO اس کو کہتا ہے "چل او مولوی تھانے"۔ آپ ذرا اس کے دباؤ کا اندازہ تو کریں، اس بیچارے کی پریشانی کا اندازہ تو کریں۔ آپ کے اس حال پر آنے والے دباؤ اور اس غریب کے دباؤ میں زمین و آسمان کا فرق ہے

امن پسندی کو کمزوری نہ سمجھا جائے

آج میں یہاں باوقار ذمہ دار نمائندوں کی موجودگی میں، قوم کے نمائندوں کی موجودگی اور ان علماء کی موجودگی میں کہتا ہوں کہ مدرسوں کو ہراساں کرنا، تنگ کرنا اور ان کے اوپر بے بنیاد چھاپے مارنا بند کردو، ہمیں مجبور نہ کرو کہ ہم دوسرا راستہ اختیار کریں، ہم ملک کے نازک اور سنگین ترین حالات کی وجہ سے خاموش ہیں، ورنہ ہم نے چوڑیاں نہیں پہنی ہوئیں، ہم اتنے کمزور نہیں ہیں، ہماری امن پسندی کو کمزوری نہ سمجھا جائے، ہمارے مدرسوں کو اور ان مولویوں کو لاوارث نہ سمجھا جائے، ان کو یتیم نہ سمجھا جائے، ان کی پشت پر بارہ ہزار مدارس، بیس لاکھ طلباء، ان سے وابستہ کروڑوں مسلمان اور ان تمام سیاسی پارٹیوں کی نمائندگی موجود ہے۔

مدارس کے طلباء ملک کے پہرے دار ہیں

ہم نے بہت برداشت کیا ہے، اب ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہوتا جارہا ہے، خدانخواستہ، خدانخواستہ آج آپ ذمہ دار لوگوں کی موجودگی میں کہہ رہا ہوں، خدانخواستہ، خدانخواستہ پاکستان پر بُرا وقت آیا تو اس پاکستان کی حفاظت اس کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کے لئے اگر پاکستان کی قابلِ فخر فوج کا سپاہی نیچے کھڑا ہوگا، تو پاکستان کے مدرسوں کا طالب علم بلندی پہ کھڑا ہوگا، پاکستان کی سرحد کا پہرا دے رہا ہوگا۔ میں آج بھی کہتا ہوں

(بقیہ آئندہ شمارے میں)